امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71

مورخہ ۱۶؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۲۱ء روز سوموار

شمارہ نمبر 09

اس شمارہ میں

■ اللہ اور رسول اللہ کی باتیں، دینی مسائل
■ حضرت مولانا ہارون الرشیدؒ
■ آتی ہے ان کی یاد (تبصرہ کتاب)
■ حکایات اہل دل
■ ذکر مرگ، قرآن وحدیث کے......
■ عبرت کی نشانیاں
■ بہار میں اردو کی تعلیم کے لیے
■ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ......
■ ننھا شہزادہ، ادب اطفال......
■ اخبار جہاں، عالم اسلام، ملی سرگرمیاں

بین السطور

ٹکراؤ سے بچیے

مفتی محمد ثناء الھدیٰ قاسمی

دنیاوی زندگی کا جو نظام ہمیں اللہ رب العزت نے دیا ہے یہ روڈ وے (Roadway) کی طرح ہے، رن وے (Runway) اور ریلوے (Railway) کی طرح نہیں، دونوں میں فرق یہ ہے کہ رن وے یعنی ہوائی پٹی اور ریلوے پٹری پر عموما کوئی چیز سامنے سے نہیں آتی، رن وے پر تو پرندے بھی پر نہیں مارتے، ریلوے پر کبھی کوئی جانور پٹری کراس کرتا ہوا آجاتا ہے، لیکن اس کی نوبت بھی کبھی کبھی آتی ہے، اس لیے رن وے اور ریلوے محفوظ زمرے کے راستے سمجھے جاتے ہیں، رن وے زیادہ اور ریلوے نسبتاً کم، اس کے برعکس روڈ وے یعنی سڑک پر ہر چہار طرف سے آمد ورفت رہتی ہے اور اگر ہوشیاری نہ برتی جائے تو ہر پل حادثات منہہ کھولے کھڑے رہتے ہیں، اسی لیے ڈرائیور کو نصیحت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ آپ بہت اچھے ڈرائیور ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں سے آنے والی گاڑیوں کا ڈرائیور بھی آپ ہی کی طرح اچھا ہو، اس لیے ہر طرف سے آنے والی گاڑی سے خود کو بچانا بھی آپ کی ذمہ داری ہے، بچاؤ کا یہ عمل دراصل سائڈ مارنا ہے اور ممکنہ حد تک ٹکراؤ سے بچنا ہے۔

ہماری زندگی کی شاہ راہ بھی انہیں اصولوں کی پابند ہے، ہمہ وقت ہمارے سامنے مختلف حالات آتے رہتے ہیں، گھر سے لے کر باہر تک ایسے واقعات کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ہمارے دل ودماغ میں اشتعال کا سبب بنتے ہیں، ہمیں غصہ آتا ہے، اور ہم اس پر ری ایکٹ (React) کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں، اب اگر ہم سب سے ٹکراتے رہیں اور لڑنے بھڑنے کو اپنا مشغلہ بنالیں تو ہم کوئی تعمیری کام نہیں کرسکتے، ہماری سوچ اور کارکردگی پر اس کا منفی اثر پڑے گا اور ہم اپنے دشمنوں کی تعداد میں غیر ضروری اضافہ کرتے رہیں گے، جس سے ہمارا چین وسکون چھن جائے گا اور ہم خوش گوار زندگی گذارنے سے محروم رہ جائیں گے، ایسے حالات میں کرنے کا کام یہ ہے کہ خوش اسلوبی سے اسے ٹال دیا جائے، ٹالنے کا عمل بزدلی نہیں، حکم الٰہی کی تعمیل ہے، اِدْفَعْ بِالَّتِی ھِیَ اَحْسَن اور وَاھْجُرھُم ھَجْراً جَمِیلاً کا یہی مفہوم ہے، بلکہ قرآن میں اللہ رب العزت نے نادانوں سے اعراض کا حکم دیا ہے، وَاَعْرِضْ عِنِ الْجَاھِلِیْن.

اس کو مثالوں سے سمجھنا چاہیں تو بات آسان ہوجائے گی، ایک بڑے عالم ربانی سے کسی بدتمیز نے کہہ دیا کہ آپ (نعوذ باللہ) حرامی ہیں، یہ بہت بڑی گالی تھی اور اس پر چراغ پا ہونا بھی فطری تھا، لیکن اس بزرگ نے انتہائی تحمل سے جواب دیا کہ آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے، میرے والد کے نکاح کے گواہ تو اب بھی موجود ہیں، آپ کہیں تو میں ان سے آپ کو ملا سکتا ہوں، ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ آپ ٹخنے سے نیچے پائجامہ پہنتے ہیں، انہوں نے اس کے اس جملے پر کوئی نکیر نہیں کی، چپ چاپ کھڑے ہوگیے اور فرمایا کہ دیکھ لیجئے پائجامہ ٹخنوں سے نیچے نہیں ہے، ایک بار مولانا ابوالکلام آزاد کی گاڑی سے دوسری گاڑی کی ہلکی ٹکر ہوگئی، ڈرائیور مولانا کو پہچانتا نہیں تھا، اس نے اتر کر گرجتے ہوئے کہا یو ایڈیٹ (You Ediat) مولانا بھی گاڑی سے اتر گئے، فرمایا: اوہ! آپ نے پہچانا نہیں، میں ایڈیٹ نہیں ابو الکلام ہوں، یہ چند مثالیں ہیں جس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ''ہجر جمیل'' اور دفاع حسن اور احسن کس طرح کیا جاسکتا ہے، غالب کا مشہور لطیفہ ہے کہ گدہا آم کو سونگھ کر چھوڑے دے رہا تھا، کسی نے کہا کہ دیکھا آپ نے گدھا بھی آم نہیں کھاتا، غالب کو آم بہت پسند تھا، کہنے لگے: جی ہاں گدھا ہی آم نہیں کھاتا، اکبر بربل کے واقعات میں لکھا ہے کہ ایک بار سیر وتفریح کے درمیان جب دھوپ تیز ہوئی تو گرم کپڑے اتار کر اکبر اور ایک دوسرے آدمی نے بربل کے کاندھے پر ڈال دیا اور چلتے ہوئے اکبر نے کہا کہ بربل تمہارے اوپر ایک گدہے کا بوجھ ہوگیا ہے، بربل نے ہنستے ہوئے کہا: جی نہیں حضور دو گدہوں کا بوجھ، یہ ہے ہنستے ہوئے باتوں کو اچھے سے ٹال دینا، ٹالنے کا یہ عمل کبھی تو حاضر دماغی سے ہوتا ہے اور کبھی علمی استحضار کی وجہ سے، ہر آدمی اگر اپنی زندگی میں ٹالنے کے اس عمل کو اپنا شیوہ بنالے تو گھر سے لے کر باہر تک کی زندگی پر سکون ہوجائے گی، ٹالنے کے اس عمل کا پتہ اس روایت سے بھی چلتا ہے جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے والے نے آپ کے لئے مذمم کا لفظ استعمال کیا، صحابہ کرام کو سخت غصہ آیا، آپ نے فرمایا کہ وہ مذمم کی ہجو کررہے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔ ایسے موقع سے کبھی دل کے ہیجان کو کم کرنے کے لیے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا بھی مفید ہوتا ہے، اس کی دلیل اسناد سے قطع نظر اس روایت میں ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ غصہ آئے تو کھڑا ہوا آدمی بیٹھ جائے، بیٹھا ہوا آدمی لیٹ جائے اور ٹھنڈا پانی پی لے، آپ کو ان میں سے جو طریقہ بھائے، اپنا لیجئے، لیکن ہر حال میں ٹکراؤ سے بچیے۔

وقت کی آواز

آج پوری دنیا کو سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی طور پر انقلاب کا سامنا ہے، حالات برابر رنگ بدل رہے ہیں، ساری قومیں مل کر آئندہ کا نقشہ بنارہی ہیں، اس ترقی پذیر دنیا میں جہاں ملکوں کا پرانا نظام بدل رہا ہے، وہیں دوسری طرف اسلام دشمن قوتیں مادی اور ظاہری طور پر مضبوط ہورہی ہیں اور مسلمانوں کی دینی وملی اور تہذیبی خصوصیات کو مٹانے کی پیہم کوششوں میں لگی ہوئی ہیں، روس کی کمیونزم ہو یا امریکہ وبرطانیہ کی سرمایہ دارانہ جمہوریت یا دوسرے یوروپی ممالک کی آمریت وجارحیت، یہ سب نظریات اور نظامہائے حیات کے زبردست سیلاب ہیں جو اسلامی تہذیب وثقافت کو بہالے جانا چاہتے ہیں، آپ نے دیکھا کہ امریکہ اور اس کی حلیف جماعتوں اور ملکوں نے کس بے دردی کے ساتھ فلسطین، افغانستان اور عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی، وہاں کے جنگی طیاروں نے عوام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، عورتوں کو بیوہ بنادیا، بچوں کو یتیم کردیا، یہی نہیں بلکہ اس وقت جو لوگ بچے کھچے ہیں وہ خوف ودہشت کے سائے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ آئے دن ہلاکتوں کے واقعات پیش آرہے ہیں، یہ سب اسی سازش کا حصہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کے نام لینے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے یا کم ازکم ان کے رشتے کو اسلام سے کاٹ دیا جائے، اسوقت دشمن کی تلوار ایران اور شام کے سروں پر لٹک رہی ہے، بلکہ شام تو تباہ ہوچکا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ مغربی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی سے باز نہیں آسکتیں، قرآن کریم میں صاف مذکور ہے کہ لوگ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے۔'' ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں بھی یہی کھیل کھیلا جارہا ہے، یہاں کی فرقہ پرست تنظیمیں اور فاشزم طاقتیں اپنی پوری توانائی صرف کررہی ہیں کہ مسلمانوں کو کس طرح زک پہونچائی جائے، کبھی ان کے شعائر دین کو نشانہ بناتی ہیں تو کبھی فرقہ وارانہ فسادات کرواکر مسلمانوں کی عزت وآبرو جان ومال کو تباہ کررہی ہیں، کبھی ہجومی تشدد کے ذریعہ بے گناہ مسلمانوں کو قتل کیا جارہا ہے، تاریخی بابری مسجد کی شہادت اور اس کے بعد ملک میں کرائے گئے فرقہ وارانہ فسادات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملک کی انتہا پسند جماعتوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اسلامی تشخص وعقائد اور ملی خصوصیات سے دست بردار ہوجائیں، اور اکثریتی فرقہ کے قومی دھارے میں ضم ہوکر اپنی شناخت کھو بیٹھیں۔ اگر اس عہد انقلاب میں بھی مسلمانوں نے ملکی اور بین اقوامی سیاست کے بدلتے ہوئے رنگ، بڑی طاقتوں کی بدلتی ہوئی حکمت عملی اور بیمار ذہنیت کی سازشوں سے کوئی سبق حاصل نہ کیا تو انہیں مستقبل میں بڑے نامساعد حالات ومشکلات سے گزرنا پڑے گا۔ یہ خطرات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں، دین اسلام کے غلبے اور اس کو نظام حیات کے طور پر نافذ کرانے کے لئے ایک بیدار ملت کی حیثیت سے سوچیں، اپنی صفوں سے فرقوں اور علاقائی حد بندی کو توڑ کر ایک متحد اور انجام بیں قوم کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئیں، باہمی خلوص ومحبت اور ہمدردی وخیر سگالی کے جذبات کو ابھاریں۔

وقت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کلمہ کی بنیاد پر متحد اور منظم ہوجائیں، اپنے اندر فکر وعمل کے اتحاد کو بیدار کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے جو شرائط رکھے ہیں ان میں اتحاد کو لازمی قرار دیا، پھر ثابت قدمی اور خدا کی یاد سے دل کو تازہ کرنے کی ترغیب دی، پھر اس کے بعد کفر وضلالت میں ڈوبی قوم کو اسلام کی آفاقی تعلیمات سے واقف کرانے کی ذمہ داری عطا فرمائی۔

اس دعوت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دل سے جہالت کے پردے کو چاک کیا جائے، اور نور الٰہی سے ان کو منور کیا جائے، جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کو توحید کی دعوت دی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں آپ کو اسلام کی دعوت دے رہا ہوں اگر آپ نے اسے قبول کرلیا تو تمام آفات سے محفوظ ہوں گے اور اللہ کی طرف سے آپ کو دہرا اجر ملے گا، لیکن اگر آپ نے انکار کیا تو تمام رعایا کا وبال آپ ہی کی گردن پر ہوگا۔ آج کے ''قیصر وکسریٰ'' کے کانوں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام پہونچایا جائے اور انہیں بتایا جائے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی تخلیق کرنے والے کان کھول کر سن لیں کہ دنیا میں جب تک توحید کی دھندلی سی بھی روشنی باقی رہے گی اس وقت تک کوئی طاقت مسلمانوں کو فنا نہیں کرسکتی، لیکن اس دعویٰ کو حقیقت میں بدلنے کے لئے مسلمانوں کو مل جل کر محنت کرنی ہوگی، اس کے لئے ہماری جو ذمہ داریاں ہیں ان کو ہم پورا کریں اور نتائج کو اللہ کے حوالے کریں۔ اللہ نے اسلام کی نصرت وحمایت کرنے والوں کو بڑی بڑی بشارتیں سنائی ہیں، اور ان کے لئے خصوصی رحمت کے وعدے کئے ہیں۔

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

علماء کرام کی ذمہ داری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ مسلمانوں کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جہاد میں جایا کرے اور کچھ اپنے وطن میں رہ جایا کریں، تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس واپس آویں تو ڈرائیں تاکہ وہ بُرے کاموں سے احتیاط رکھیں (سورہ توبہ/۱۲۲)

مطلب:۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی اس آیت میں مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو تقسیم کار کے اصول پر کام کرنے کی ہدایت فرمائی اور کہا کہ کچھ لوگ اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر مہمات پر جائیں اور کچھ مسلمان لوگوں کو دین وشریعت کے احکام ومسائل کو سیکھیں اور سکھائیں، تاکہ سارے کام اپنی اپنی جگہ چلتے رہیں، لوگوں کو اسلام کے عقیدۂ صحیحہ کا علم ہوجائے اور وہ عبادات ومعاملات کے احکام سے واقف ہوسکیں، اور شرعی زندگی گذار سکیں، علم دین حاصل کرنے کے لئے کچھ محنت ومشقت بھی اٹھائیں لیتفقہوا فی الدین کی تعبیر میں مہارت حاصل کرنے کی طرف اشارہ ہے اور جب تعلیم مکمل ہوجائے تو اپنی قوم کو اللہ کی نافرمانی سے ڈرائیں۔گویا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں علم دین کی اہمیت وفضیلت اور اصحاب فضل وکمال، اسلامی دعاۃ ومصلحین کی قدر ومنزلت کو بیان کرتے ہوئے اس کی توقیر واحترام کرنے کا بھی اشارہ کیا گیا، حقیقت بھی یہی ہے کہ علماء کرام معاشرے میں قطب نما کی حیثیت رکھتے ہیں، جن سے پوری ملت کو رہنمائی ورہبری ملتی ہے اور انہیں کے ذریعہ باطل نظریات اور مسلمانوں میں معاشرتی زندگی میں پھیلی سماجی برائیاں ختم ہوتی ہیں۔جس طرح ماضی میں علماء کرام نے اپنے اپنے دور کے ہر ابھرتے ہوئے فتنوں کا پوری پامردی اور قوت کے ساتھ مقابلہ کیا، آج ضرورت متقاضی ہے کہ وقت کے ابھرتے ہوئے فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے، آج کے نت نئے فتنے پچھلے فتنوں سے زیادہ سنگین ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانی ہورہی ہے، اس امت کے رشتہ کو صاحب امت سے کاٹنے کی کوشش ومہم چل رہی ہے، ہمارے علماء حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تیاری کے ساتھ میدان عمل میں آئیں اور اس طرح کے فتنوں کی سرکوبی کے لئے کمربستہ ہوجائیں، اسی طرح اس وقت ملک کے طول وعرض میں مسلم سماج کے اندر بہت سی معاشرتی اور سماجی برائیاں پھیل رہی ہیں، ان کے تدارک کے لئے اصلاحی تحریک چلائی جائے، جگہ جگہ مقامی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں، لیکن ہاں اس وقت دنیا کے سامنے بلکہ مسلمانوں کے سامنے تقریر وتحریر کی کمی نہیں، عملی نمونے کی بہت کمی ہے اور عملی نمونے کے بغیر ہم معاشرہ کی اصلاح نہیں کرسکتے، اس وقت سب سے زیادہ اپنے عمل پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے عمل وکردار کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کی بھرپور کوشش کریں، کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ عملی نمونے اور کردار نے معاشرہ پر جس قدر اثر ڈالا ہے تحریر وتقریر نے نہیں ڈالا ہے، آج اس کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔

غلو کرنے سے بچیئے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! دین میں غلو کرنے سے اپنے کو بچاؤ، کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ دین میں غلو کرنے کے ہی وجہ سے ہلاک کئے گئے (سنن نسائی)

وضاحت:۔ شریعت نے کسی بھی عمل میں حد سے آگے بڑھنے کو ناپسند کیا ہے جس کو عرف عام میں غلو کہتے ہیں کہ کسی کام میں اپنی طاقت وبساط سے زیادہ لگ جانا اور پھر تھک ہار کر چھوڑ دینا نہ عقلمندی کی علامت ہے اور نہ کامیابی کی دلیل۔عبادت سے بڑھ کر کوئی نیکی کا کام نہیں ہے، لیکن اسلام نے یہاں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا کہ نہ اتنی زیادہ ہو کہ آدمی دوسرے دھندوں کے لائق نہ رہے اور نہ اتنی کم ہو کہ حق سے غفلت ہوجائے، ایک صحابی ہیں حضرت عثمان بن مظعونؓ وہ رات بھر نماز پڑھتے تھے اور دن کو روزے رکھتے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے انہیں طلب فرمایا اور کہا کہ اعتدال سے عبادت کرو، تمہارے ذمہ اور بھی حق ہیں، انہیں بھی ادا کرو، قرآن مجید میں سخاوت وفیاضی اور انفاق کی بڑی تاکید کی گئی ہے، لیکن یہاں بھی بے اعتدالی سے روکا گیا ہے، چنانچہ بندوں کے صفات میں ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ اس کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں (الفرقان ۲۹) مطلب یہ ہوا کہ نہ بخالت سے کام لو کہ لوگ ملامت کرنے لگیں اور نہ خرچ کرنے میں زیادتی کرو کہ خود محتاج بن جاؤ، اور بھیک مانگنے لگو، قرآنی تعبیر پر غور کیجئے کہ کہا گیا: "ملوما محسورا." ملامت کا نشانہ بنے ہوئے خالی ہاتھ بیٹھے رہ جاؤ، یہ اعتدال اور میانہ روی صرف عبادت تک محدود نہیں ہے، بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا پاس ولحاظ رکھنا چاہئے، رفتار وگفتار میں بھی متانت ووقار ہو نہ اتنی دھیرے ہو کہ لوگ ریاکار سمجھ بیٹھیں اور نہ اتنی تیزی ہو کہ رفتار میں ٹھوکر لگ جائے اور گفتار میں زبان پھسل جائے، اسی طرح جب کسی شخص سے عقیدت ومحبت کا رشتہ قائم ہوجائے تو اس کی تعریف ومحاسن میں زمین وآسمان کے قلابے نہ ملایئے، ان کی خوبیوں کو بیان کرنے میں بھی اعتدال وتوازن کو برقرار رکھئے، حقیقت پسندی سے کام لیجئے، اس لئے کہ مبالغہ آرائی کرنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت نکیر کی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے مبالغہ آرائی کرنے اور تکلف سے بنا بنا کر بولنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت نکیر کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زیادہ ان پر نکیر کرتے ہوئے کسی کو دیکھا اور میرا خیال ہے کہ عمرؓ تمام لوگوں سے زیادہ ان پر سخت تھے، ان کے بارے میں خوف کرنے کی وجہ ہے (طبرانی) گویا مبالغہ آرائی اور غلو پسندی کو کسی عہد میں بھی پسند نہیں کیا گیا، بلکہ اعتدال پسندی کو فروغ دینے کی تعلیم دی گئی، خیر الامور اوسطھا سب سے بہتر کام وہ ہے جسے متعدل طریقے سے انجام دیا جائے، چنانچہ حدیث شریف میں اسی لئے غلو سے روکا گیا کہ ماضی میں قومیں غلو کی وجہ سے ہلاک وتباہ ہوئیں، اس امت کو اللہ نے امت وسط بنایا ہے، تاکہ وہ ہر عمل کو میانہ روی کے ساتھ انجام دے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

رات میں ناخن کاٹنا اور جھاڑو دینا

عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ رات میں ناخن کاٹنے اور جھاڑو دینے سے بے برکتی ہوتی ہے اس لئے رات میں یہ دونوں کام نہیں کرنا چاہئے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجـــواب وبالله التـــوفيـــق

رات میں ناخن کاٹنے اور جھاڑو دینے سے بے برکتی کا تعلق لوگوں کے اوہام وخیالات سے ہے، کتاب وسنت میں اس کی کوئی اصل اور دلیل نہیں ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے خلیفہ ہارون رشید نے رات میں ناخن کاٹنے کا حکم دریافت کیا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات میں بھی ناخن کاٹ لینا چاہئے صبح کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، ہارون رشید نے اس کی دلیل پوچھی تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خیر (ثواب) کے کام کو موخر نہیں کرنا چاہئے۔"حکی أن هارون الرشيد سأل أبا يوسف رحمه الله تعالىٰ عن قص الاظافير في الليل؟ فقال: ينبغي، فقال ماالدليل على ذالک؟ فقال: قوله عليه الصلاة والسلام: الخير لايوخر، كذا في الغرائب" (الفتاوى الهنديه: ۳۵۸/۵)

بیوی کا شوہر سے کہنا "تمہیں خدا بھی نہیں سمجھا سکتا"

میاں بیوی کے درمیان کسی بات پر بحث ہوئی، بیوی نے شوہر کو سمجھانے کی بہت کوشش کی آخر غصہ میں آکر بولی "تمہیں خدا بھی نہیں سمجھا سکتا"، کیا اس جملہ سے وہ ایمان سے خارج ہوجائے گی اور نکاح ختم ہوجائے گا؟

الجـــواب وبالله التـــوفيـــق

بیوی کا اپنے شوہر سے یہ کہنا "تمہیں خدا بھی نہیں سمجھا سکتا" انتہائی نامناسب جملہ ہے، اس میں اللہ رب العزت کی شان میں ایک درجہ بے ادبی پائی جاتی ہے اور اس طرح کے جملہ سے ایمان جانے کا خطرہ ہے اس لئے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ تجدید ایمان وتجدید نکاح کرلیا جائے، پوری ندامت کے ساتھ بیوی توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس طرح کا جملہ زبان پر لانے سے مکمل احتراز کرے۔(ردالمحتار:۲۲۴/۴)

میں نہیں مانتا شریعت کو میں کافر ہوگیا

کسی بات پر بیوی نے اپنے شوہر سے کہا "شریعت بھی کوئی چیز ہے اس کا خیال رکھئے، اس پر شوہر نے کہا شریعت وریعت کچھ نہیں ہے میں نہیں مانتا شریعت کو، اس پر بیوی نے کہا اس طرح مت بولئے ایسا بولنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے، اس پر شوہر نے کہا ہاں میں کافر ہوگیا، ایسی صورت میں شرعا کیا حکم ہے، شخص مذکور مومن رہا یا نہیں؟ نکاح باقی ہے یا ختم ہوگیا؟

الجـــواب وبالله التـــوفيـــق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور شریعت کی توہین کی وجہ سے کافر ہوگیا، اس پر لازم ہے کہ پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔"الهازل أو المستهزى اذا تكلم بكفر استخفافا واستهزاء ومزاحا يكون كفرا عند الكل وان كان اعتقاده خلاف ذالک" (الهنديه: ۲۷۶/۲)

کافروں کی ہیئت اختیار کرنا

ایک آدمی سفر کرتا ہے اور اس ڈر سے کہ ہمیں مسلمان سمجھ کر پریشان نہ کیا جائے اور جان پر کسی طرح کا کوئی خطرہ نہ ہو غیر مسلموں کی ہیئت اختیار کرتا ہے، ہاتھ میں دھاگے باندھتا ہے، ماتھے پر تلک لگاتا ہے اور کبھی کبھی جے شری رام بھی بولتا ہے، ایسی صورت میں وہ مسلمان رہا یا نہیں؟

الجـــواب وبالله التـــوفيـــق

ایمان بڑی قیمتی سرمایہ ہے اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اور جان کی پرواہ کئے بغیر اس کی حفاظت کرنا بہر حال ضروری ہے، اپنے ساتھ کسی ناخوشگوار حالات پیش آنے کے خوف واندیشہ سے بالقصد وارادہ خود کو غیر مسلم ظاہر کرنا یہاں تک کہ غیر مسلموں کا مذہبی شعار اختیار کرنا ماتھے پر تلک لگانا اور زبان سے جے شری رام کی صدا بلند کرنا ایمان کے منافی ہے جس سے آدمی کافر ہوجاتا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور پر لازم ہے کہ تجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرلے، پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس طرح کی حرکت سے مکمل پرہیز کرے اللہ کی ذات پر پورا اعتماد وبھروسہ رکھے۔

"من اتى بلفظة الكفر وهو لم يعلم انها كفر الا انه اتى بها عن اختيار يكفر عند عامة العلماء خلافا للبعض ولايعذر بالجهل" (الهنديه: ۲۷۶/۲) "يكفر بوضع قلنسوة المجوس على راسه على الصحيح الا لضرورة دفع الحر والبرد" (الهنديه: ۲۷۶/۲)

دو آدمیوں کا ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کو سلام کرنا

ملاقات یا فون کرتے وقت دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو بیک وقت سلام کرڈالتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا دونوں کو سلام کا جواب دینا ہوگا، یا سلام ہی جواب ہوگیا ہے؟

الجـــواب وبالله التـــوفيـــق

جب دو آدمی ایک دوسرے کو بیک وقت سلام کرڈالیں، تو ہر ایک پر جواب دینا واجب ہے، دونوں کا سلام ہی جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا۔"واذا تلاقى رجلان وسلّم كل واحد منهما على صاحبه دفعةً واحدةً أو أحدهما بعد الآخر فقال القاضي حسين وصاحبه ابوسعيد المتولي يصير كل واحد منهما مبتدأً بالسلام فيجب عل كل واحد أن يرد على صاحبه" (مرقاة المفاتيح: ۲۹۴۴/۷)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 09 مورخہ ۱۶ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۲۱ء روز سوموار

بہار بجٹ ۲۲-۲۰۲۱

۲۲ر فروری ۲۰۲۱ء کو بہار کے وزیر خزانہ اور نائب وزیر اعلیٰ تارکشور پرساد نے مالی سال ۲۲-۲۰۲۱ء کا اٹھارہ ہزار تین سو تین (۱۸۳۰۳) کرُوڑ روپے کا بجٹ اسمبلی میں پیش کیا، یہ گذشتہ سال کی بہ نسبت چھ ہزار پانچ سو اکتالیس (۶۵۴۱) کرُوڑ زائد ہے، بجٹ میں تعلیم اور روزگار پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، نو جوانوں کو بیس لاکھ روزگار فراہم کرانے کا وعدہ کیا گیا ہے، حکومت جانتی ہے کہ اس بار کا انتخاب اصلاً روزگار کے مسئلے پر ہی ہوا تھا، ان ڈی اے اور عظیم اتحاد دونوں اس معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر بڑے بڑے وعدے کر رہے تھے، بجٹ میں اس کا خصوصی ذکر کر کے نو جوانوں کے حوصلے کو ٹوٹنے سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے، چاہے بعد میں یہ جملہ اور صرف وعدہ ہی کیوں نہ ثابت ہو۔

بجٹ میں اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) کرُوڑ روپے (۲۱ء۱۹۲) فیصد تعلیم، تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) کرُوڑ روپے صحت، دو سو چونتیس (۲۳۴) کرُوڑ روپے تعلقات عامہ اور پانچ سو باسٹھ (۵۶۲) کرُوڑ روپے اقلیتی فلاح پر خرچ کرنے کا منصوبہ ہے، کورونا کی مصیبت اور لاک ڈاؤن سے معیشت کو پہونچنے والے نقصانات کے باوجود عوام کو نئے ٹیکس سے بخش دیا گیا ہے، سماج کے تمام طبقات کی رعایت کرتے ہوئے بجٹ میں مویشی پروری پر پانچ سو (۵۰۰) کرُوڑ روپے اور سات عزائم ـ ۲ کے لیے چھیالیس سو اکہتر (۴۶۷۱) کرُوڑ روپے مختص کیے گیے ہیں، تجویز کے مطابق ویشالی، بیگو سرائے، سیتامڑھی، مدھوبنی جموئی، سیوان، بکسر، پورنیہ، سارن اور سمستی پور میں نئے میڈیکل کالج کھولے جائیں گے، ہر کھیت کو پانی اور شہر میں رہ رہے غریبوں کے لیے کثیر منزلہ رہائشی عمارت کی تعمیر کرائی جائے گی، اعلیٰ تعلیم میں طالبات کی دلچسپی بڑھانے کی غرض سے انٹر پاس کرنے پر پچیس ہزار روپے اور گریجویٹ کرنے پر پچاس ہزار کی رقم دی جائے گی۔

وزارت کے اعتبار سے بجٹ کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ جدیو کے وزراء کے حصے میں ۸۳ـ۱۱۱۲۳۱ر کرُور اور بھاجپا کے وزراء کو مجموعی طور پر ۴۸ـ۵۶۸۴۰ پر اکتفا کرنا پڑا ہے، وی آئی پی کے وزیر کو ۱۵۶۱ر کرُوڑ اور ''ہم'' کے وزیر کو ۸۹ـ۳۸۰۴۸ر کرُوڑ روپے محکمہ جاتی خرچ کے لئے دیے گئے ہیں، سب سے کم رقم سنیل کمار کے محکمہ کو دی گئی ہے جو رجسٹریشن محکمہ کے وزیر ہیں، بھاجپا کوٹے سے وزیر صحت منگل پانڈے کو ۸۷ـ۱۳۲۶۴ر کرُوڑ روپے دیے گئے ہیں اور سب سے کم رقم جنک رام کے محکمہ کو ہے جو صرف ۵۷ـ۴۷ر کرُوڑ روپے ہے، پی ایچ ڈی محکمہ کے بجٹ میں سب سے زیادہ تخفیف ۲۸۵۹ر کرُور کی کردی گئی ہے۔

کل ملاکر یہ بجٹ ہر اعتبار سے متوازن ہے اور اس پر تنقید کی گنجائش اعداد وشمار کے اعتبار سے بالکل نہیں ہے، جہاں تک حزب مخالف کا معاملہ ہے، ان کی سیاست اور زندگی کی اساس وبنیاد مخالفت ہی ہوتی ہے، اس لیے تیجسوی یادو کے اس بیان کو کہ ''ریاستی حکومت کا مجوزہ سالانہ بجٹ پوری طرح جھوٹ کا پلندہ ہے، بجٹ میں صرف اعلان، اور جملہ بازی ہے، پڑھائی لکھائی، سینچائی دوائی اور کمائی کے لیے سرکار کے پاس کوئی پلان نہیں ہے،'' کو اسی پس منظر میں دیکھنا چاہیے، البتہ ہمیں اس بات سے اتفاق نہیں کہ حزب مخالف کے قائد کو اسمبلی میں ذلیل کیا جائے، نتیش کمار کا تیجسوی کو بجٹ پر بولتے وقت یہ کہنا کہ بیٹھ جاؤ میں نے تمہیں گود کھلایا ہے، ناپسندیدہ عمل ہے، سیاست میں تیجسوی کے انتہائی جونیر ہونے کے باوجود وزیر اعلیٰ کا ایسا کہنا انہیں نفسیاتی طور پر ''بوّا'' ثابت کرنے کی کوشش ہے جسے گوارہ نہیں کیا جاسکتا، وزیر اعلیٰ کو اس کو محسوس کرنا چاہیے، اور آئندہ ایسے جملوں سے گریز کرنی چاہیے۔

مظلوم چینی مسلمان

چین میں مسلمانوں کی بود وباش چودہ سو سال پرانی ہے، یہاں کی مسلم آبادی سنکیانگ اور ترکستان دو حصوں میں تقسیم ہے، سنکیانگ علاقہ کی سرحدیں منگولیا، روس، قزاقستان کرغستان، تاجکستان، افغانستان، پاکستان، بھارت سے ملتی ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق چین میں مسلمانوں کی آبادی دس کرُوڑ ہے، مشرقی ترکستان جسے ان دنوں سنکیانگ کہا جاتا ہے، اب بھی چین کے قبضے میں ہے، جب کہ مغربی ترکستان کو سویت یونین سے ۱۹۹۱ء میں آزادی نصیب ہوئی۔

چین کے قبضے والے سنکیانگ علاقہ میں ترکی النسل مسلمان آباد ہیں، جسے مقامی طور پر ایغور مسلمان کے نام سے جانا جاتا ہے، ۱۹۴۸ء میں اس خطہ میں مسلمانوں کی آبادی چھیانوے (۹۶) فیصد تھی، لیکن چینی حکومت کے مظالم کی وجہ سے یہاں کی آبادی دن بدن کم ہوتی جارہی ہے، ۲۰۱۸ء میں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق سے متعلق کمیٹی نے اپنے جینوا اجلاس میں واضح کردیا تھا کہ دس لاکھ سے زیادہ ایغور مسلمانوں کو چین نے ایک حراستی کیمپ میں رکھ رکھا ہے، ۱۹۴۹ء میں کمیونسٹ پارٹی کے دور اقتدار میں سنکیانگ کے مسلمانوں کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا جو روس میں کیا گیا تھا، مذہبی آزادی ختم کردی گئی، مدارس ومساجد پر تالے لگا دیئے گئے اور بعض مساجد کو اصطبل اور بعض کو فوجی رہائش گاہ میں تبدیل کردیا گیا، علاقائی زبان کے استعمال پر پابندی لگا کر چینی زبان کا بولنا لازم قرار دیا گیا، برطانیہ کے ایک نشریاتی ادارے کی رپورٹ کے مطابق ایغور مسلمانوں کے لیے بنائے گئے حراستی کیمپ میں خواتین کی آبروریزی کی جاتی ہے اور ان کو جنسی ہراسانی کا سامنا ہے، امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے ان حالات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بین الاقوامی مشاہدین سے غیر جانبدارانہ جانچ کرانے کی مانگ کی ہے، ایک جرمن محقق نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایغور مسلمان عورتوں کو حمل ساقط کرانے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور اس قسم کی دوائیں دی جاتی ہیں کہ ان کا رحم آئندہ بار آور نہ ہوسکے، یعنی وہ بانجھ ہوکر رہ جائیں، ڈوئی چے ویلے اور دو دیگر جرمنی صحافتی اداروں نے جرمن وزارت خارجہ کی رپورٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۲۰۱۶ء کے بعد سنکیانگ میں ایغور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے، ۲۰۱۹ء میں جرمن وزارت خارجہ کے جائزہ کے مطابق یہاں ایک کروڑ ایغور مسلمان آباد ہیں، ان میں دس لاکھ حراستی کیمپوں میں بند ہیں، اب تک بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا جاچکا ہے، جنسی تشدد اور جسمانی زدوکوب سے بھی ہونے والی اموات کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

ظلم کی انتہا یہ ہے کہ معصوم بچوں کو ماؤں کی گود سے چھین کر سرکاری اسکولوں کی اقامت گاہوں میں ڈال دیا جاتا ہے، ایک جائزے کے مطابق ایسے بچوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے، ان بچوں کو دین سے دور رہنے اور اسلام کی مخالفت کے لیے تیار کیا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنا دین وایمان، تہذیب وثقافت بھول جائیں اور بے دین اور دہریہ ہوکر کمیونسٹ نظام کا حصہ بن جائیں۔

ایغور مسلمان کی حالات زار پر آنسو بہانے والا کوئی نہیں ہے، نہ عرب لیگ والے اس کی خبر لیتے ہیں اور نہ انسانی حقوق سے متعلق تنظیمیں انہیں ظلم سے بچانے کے لیے آگے آتی ہیں، سروے، رپورٹ، جائزے سے ظلم کی سنگینی کا اندازہ تو ہوتا ہے، لیکن ظلم کے دفاع کے لیے ان کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ہے، ایسے میں ایغور کے مسلمانوں کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں، کب اللہ کی طرف سے نصرت آتی ہے، انہیں یقین ہے کہ اللہ کی مدد آئے گی، ظلم کا یہ دور ختم ہوگا، روس کی طرح چین کا بھی سقوط ہوگا، اور اس سقوط کے نتیجے میں ایغور مسلمانوں کا ایک الگ ملک وجود میں آئے گا، جہاں ایغور مسلمان چین کی زندگی بسر کرسکیں گے، ہر تاریک رات کے بعد روشن صبح آتی ہے، ایغور مسلمانوں کے لیے بھی دیر سویر ایسا ہی ہونے والا ہے، لیکن ''طلوع صبح کی خاطر ہمیں بھی جاگنا ہوگا''۔

سڑک حادثے

اموات مقدر ہوتے ہیں، لیکن اکثر وبیشتر حالت میں ان کے ظاہری اسباب بھی ہوا کرتے ہیں، عالمی سطح پر اموات کا اٹھارہواں بڑا سبب سڑک حادثے ہیں، پوری دنیا میں سڑک حادثوں میں جتنی اموات ہوتی ہیں، اس کا گیارہ فی صد ہندوستان میں ہوتا ہے، عالمی بینک نے جو تازہ اعداد وشمار جاری کیے ہیں اس کے مطابق یہ تفصیلات درج کی گئی ہیں، لطیفہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں جتنی گاڑیاں چلتی ہیں ان کا ایک فی صد ہی ہندوستان کی سڑکوں پر ہے، ہے نا چونکانے والی بات، گاڑی ایک فیصد اور حادثے میں ہونے والی اموات گیارہ فی صد، رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں ہر گھنٹے ۵۳ر سڑک حادثے ہوتے ہیں اور ہر چار منٹ میں ایک آدمی سڑک حادثے میں موت کی نیند سوجاتا ہے، گذشتہ دس سال کے اعداد وشمار دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دس سال میں تیرہ لاکھ لوگوں کی سڑک حادثے میں موت ہوئی اور پچاس لاکھ سے زیادہ لوگ بُری طرح زخمی ہوئے اور کئی تو چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے، جائزہ کے مطابق کم آمدنی والے ملکوں میں امیر ملکوں کی بہ نسبت سڑک حادثے تین گنا زیادہ ہوتے ہیں۔

سڑک حادثوں میں صرف جانیں ہی نہیں جاتیں؛ بلکہ گھریلو پیداوار (GDP) پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، اس سے سالانہ ۹۶-۵ لاکھ کرُوڑ روپے کا نقصان ہوتا ہے، اسے فی صد میں دیکھیں تو یہ نقصان ۱۴ء۳ر فی صد کے قریب ہے، اس معاملہ میں سڑک نقل وحمل اور ہائی وے کی وزارت نے بھی ایک سروے کرایا ہے، جس کے مطابق ہندوستان میں سڑک حادثوں سے ایک لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو چودہ کرُوڑ روپے کا معاشی نقصان ہورہا ہے، ان حادثوں میں مرنے والے ۲ء۷۶ر فی صد لوگ اٹھارہ سے پینتالیس سال کے ہوتے ہیں، یعنی مرنے والے زیادہ تر وہ ہوتے ہیں، جو جوان ہوتے ہیں اور ان کی محنت سے یہاں کے معاشی حالات کو سدھارنا ممکن ہوسکتا ہے۔

ان سڑک حادثوں کی بڑی وجہ ٹریفک ضابطوں کی ان دیکھی، خستہ حال سڑکیں اور نو جوانوں کی مستیاں ہیں، ہمارے یہاں ٹریفک ضابطوں کی پرواہ کوئی نہیں کرتا، باکمال ڈرائیور وہ سمجھا جاتا ہے جو کسی طرح گھس پیٹھ کر اپنی گاڑی نکال لے جائے، ٹریفک کے لال سگنل بھی اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتے، غیر ضروری تیز رفتاری اور نو جوانوں کا بائیک چلاتے وقت لہیر یا چال بھی حادثہ کا سبب بنتا ہے، سڑکیں اب اچھی بن گئی ہیں، اس کے باوجود بعض علاقوں کی سڑکوں کا حال یہ ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ گڈھے میں سڑک ہے یا سڑک میں گڈھا ہے۔

بہار سرکار گاڑیوں کی رفتار کم کرنے پر غور کررہی ہے، اس کا ماننا ہے کہ اگر گاڑی کی رفتار بیس کیلومیٹر کم کردی جائے تو اسی (۸۰) فیصد پیدل چلنے والوں کی موت کے واقعات پر قابو پایا جاسکتا ہے، کیوں کہ گاڑی کی رفتار تیس کیلومیٹر گھنٹہ ہو تو پیدل چلنے والے دس فی صدی حادثہ کا شکار ہوتے ہیں، اگر رفتار پچاس کلومیٹر فی گھنٹہ ہو تو حادثہ کا امکان نوے فی صد ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حادثے سے بچنے کی ایک ہی شکل ہے کہ احتیاط سے گاڑی چلائی جائے اور پیدل چلنے والے بھی اپنا خیال رکھیں، دیر سے پہونچیں، محفوظ پہونچیں، ان لوگوں کے بارے میں سوچتے رہیں جو گھر پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ بھی دھیان رکھیں کہ آپ بہت اچھے ڈرائیور ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ آپ کے دائیں، بائیں آگے پیچھے سے آنے والی گاڑی کا ڈرائیور بھی آپ ہی کی طرح ماہر ہو چہار طرف سے آنے والی ہر گاڑی کی ٹکر سے بچنا بھی آپ کی ہی ذمہ داری ہے۔

پٹرول اور ڈیزل

پٹرول اور ڈیزل کی بڑھتی قیمتوں نے ہندوستان کے شہریوں کو ان دنوں پریشان کر رکھا ہے، پٹرول کی اصل قیمت ۸۲-۸۱ روپے اور ڈیزل کی ۴۶-۳۳ روپے ہے، لیکن مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ٹیکس ویٹ، جی اس ٹی وغیرہ نے اسے نوے روپے سے آگے کو پہونچا دیا ہے، جبکہ پاکستان میں پٹرول کی قیمت آج بھی ۵۱ر روپے اور ڈیزل کی ۹۱-۵۲ روپے ہے، وہاں کی کرنسی ہندوستان کے مقابلے انتہائی کمزور ہے، بنگلہ دیش میں پٹرول ۷-۶۷ روپے اور ڈیزل ۱-۵۶ روپے، شری لنکا میں پٹرول ۳۳-۶۰ اور ڈیزل ۹۷-۳۸، نیپال میں پٹرول ۹۹-۶۸ار ڈیزل ۳۳-۵۸ روپے کھلے عام بک رہا ہے، یقیناً ہندوستان جن ملکوں سے تیل برآمد کرتا ہے، وہاں کچے تیل کی قیمت میں اچھال آیا ہے، لیکن حکومت اس پر اپنے ٹیکس کم کرکے قابو پاسکتی ہے، لیکن جب نیت اور نیتی یہ بن گئی ہو کہ امیروں کو مزید مالدار اور غریبوں کی جیب کترنی ہے تو صورت حال پر قابو پانا مشکل ہے، کارٹونسٹ عام انسانوں کی دشواریوں کی طرف توجہ مبذول کرنے کے لیے ٹیکسی کو بیل گاڑی سے کھینچوا رہا ہے، اور تیل لینے والا پائپ سے ایک ایک بوند نچوڑ کر ٹنکی میں ڈال دینا چاہتا ہے، حکومت کو اس صورت حال پر توجہ دینی چاہیے اور اپنے ٹیکس کم کرکے عام انسانوں کے لیے سہولت کا سامان کرنا چاہیے۔

یادوں کے چراغ

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت مولانا ہارون الرشیدؒ-شخصیت کے چند گوشے

۱۴/فروری ۲۰۲۱ء کی شب تھی، فضا میں سکوت کا عالم طاری تھا، ہلکی پھلکی خنک اور سرد ہوائیں چل رہی تھیں، اور جسم لحاف میں اٹا پٹا تھا، دفعۃً موبائل کی گھنٹی نے سکوت کو توڑا۔ بے وقت موبائل کی آواز نے گھبراہٹ پیدا کردی، دل تھام کر فون ریسیو کیا۔ بھرائی ہوئی آواز میں یہ اندوہناک خبر پردہ سماعت سے ٹکرائی؛ کچھ خبر ہے؟ حضرت الحاج مولانا ہارون الرشید صاحب، اب ہمارے درمیان نہیں رہے، سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔ زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد جاری ہوگیا۔ دیر تک غم واندوہ کے ساتھ کھڑا رہا، یہ کیا ہوگیا، بلاشبہ موت کا وقت مقرر ہے، قضا وقدر کے فیصلوں پر راضی رہنا ایمان کی علامت ہے، گرچہ اللہ نے اپنی امانت کو اپنے پاس طلب کرلیا، مگر ان کی شفقتوں اور عنایتوں کے نقوش دل ودماغ کے پردے پر ابھرنے لگے، قدیم تعلقات اور راہ ورسم کی بکھری کڑیاں جڑنے لگیں، کیونکہ مولانا ہمارے مربی ومحسن بھی تھے، شفیق ومہربان استاذ بھی، بے تکلف مونس وغمگسار بھی، اگر خاندانی روابط جوڑے جائیں تو میری اہلیہ کے بڑے ابو تھے، اور والد ماجد حضرت الحاج مولانا سلطان احمد صاحب کے مخلص دوست اور کرم فرما تھے، میری والدہ ماجدہ اور مولانا مرحوم کی اہلیہ دونوں بے تکلف سہیلی تھیں، اس طرح مولانا اور ان کے گھر سے کئی طرح کے رشتے قائم تھے، ان رشتوں کی وجہ سے مولانا کی جدائیگی کے احساس نے ذہن ودماغ کو بے حد متاثر کیا، غم سے دل بیٹھ گیا۔ رات کافی بیت چکی تھی، بس، کروٹ بدل بدل کر صبح کیا، فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور تلاوت کلام اللہ کے بعد مولانا کے لئے مغفرت کی دعاء کا اہتمام کیا، اللہ ان کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے اور جنت نعیم میں جگہ نصیب کرے۔ ۱۵/فروری کو جماپور کی عیدگاہ میں حضرت ماسٹر محمد قاسم صاحب پوہدی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر وہ اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کردیئے گئے۔ مولانا ہارون الرشید بن محمد طاہر حسین یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوئے، متوسطات کی تعلیم مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ اور جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں حاصل کی اس کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء تک تین سال اس مرکز علم وادب سے اپنی علمی تشنگی بجھائی، فراغت کے بعد دوسال جامعہ رحمانی مونگیر میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۶۲ء تک مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۰ء میں مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ تشریف لائے، جہاں مختلف علوم وفنون کی معیاری کتابیں پڑھائیں، پھر ترقی کرتے ہوئے پرنسپل کے عہدہ تک پہونچے، امیر شریعت رابع قطب زماں حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی کی بافیض تربیت نے ان کی علمی صلاحیت کو جلا بخشی، مولانا کو حضرت امیر شریعت رابعؒ سے بڑا قلبی لگاؤ تھا، اس نسبت سے وہ امارت شرعیہ پھلواری شریف سے بے حد قریب تھے، یہاں کے اکثر دعوتی واصلاحی پروگرام اور دوروں میں شرکت فرماتے اور امارت شرعیہ کے پیغام کو دور دراز علاقوں تک پہونچاتے، امیر شریعت رابعؒ کے وصال کے بعد بھی اس رشتہ کو تادم مرگ زندہ اور قائم رکھا۔ مولانا مشہور عالم دین، نکتہ رس محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب طرز ادیب وانشاء پرداز اور بے مثال خطیب ومقرر بھی تھے، وہ اکثر علاقہ کے مدارس میں ہونے والے اجلاس دستار بندی میں مقرر کی حیثیت سے شرکت فرماتے اور اپنے مخصوص انداز بیان، دلنشیں اسلوب اور شیریں گفتاری سے عوام کے دلوں پر چھا جاتے، اپنے آبائی وطن جماپور کے امام عیدین اور جمعہ کے خطیب بھی تھے، اکثر آپ ہی نماز پڑھاتے اور خطاب بھی کرتے، ان کے خطابات سننے کے لئے قرب وجوار کی بستیوں کے لوگ بڑی تعداد میں آتے، میں نے اکثر دیکھا کہ ہر کوئی ان کی تقریر سننے کے بعد عمل کے جذبے سے اٹھتا تھا، وہ جب بولتے تو ایسا لگتا تھا کہ گویا منہ سے پھولوں کی بارش برس رہی ہے، اور یہی انداز ان کے پڑھانے کا بھی تھا۔

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

اس حقیر نے مولانا سے اصول الشاشی، جلالین شریف اور نور الانوار پڑھی، پڑھانے کا انداز بھی بڑا نرالا اور اچھوتا تھا، پیچیدہ عبارتوں کو بڑی آسانی سے حل فرمادیتے، ان کے درس کی بہت سی خوبیاں تھیں، ان کے تربیت یافتہ علماء وفضلاء سیکڑوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ دینی خدمات انجام دینے میں لگے ہوئے ہیں، مدرسہ رحمانیہ سوپول سے ریٹائر ہونے کے بعد چند ماہ مدرسہ چشمہ فیض ململ مدھوبنی میں امہات الکتب کا درس دیا، بعد ازاں گجرات تشریف لے گئے وہاں دارالعلوم مرکز اسلامی انکلیشور ضلع بھروچ اور پھر جامعہ نور العلوم پالن پور گجرات جیسے ممتاز دینی ادارہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے، اس طرح ان کی پوری زندگی حدیث اور علم حدیث کی خدمت میں گذری، انہوں نے گاؤں میں بچے اور بچیوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے مدرسہ رحمانیہ نسواں کے نام سے ایک معیاری ادارہ قائم کیا، جو آج ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے علاقہ کے ممتاز اداروں میں شمار کیا جاتا ہے، اس وقت اس ادارہ سے سیکڑوں بچیاں زیور علم سے آراستہ ہوچکی ہیں، اس مدرسہ کے قیام میں مولانا نے بڑی جدوجہد کی، اس کی بنا میں یہ حقیر بھی جاروب کشوں میں تھا، جس کی ایک طویل تاریخ ہے، اور یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہے۔ خاروں سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے، صدمہ چمن کے مٹنے کا بلبل سے پوچھئے، بہرحال، مولانا مرحوم سے میرے تعلقات کی مختلف جہتیں رہیں۔ اس لئے وہ مجھ سے مزاح بھی فرماتے، مشوروں کے تبادلے بھی کرتے اور اصلاح بھی فرماتے، ان کے اندر خردنوازی بھی تھی، اس لئے میں گاؤں کے جن اصحاب اور بزرگان دین کی صحبت سے فیضیاب ہوتا رہا ان میں مولانا کی صحبت میں زیادہ وقت گذرتا، وہ مجھ سے بے پناہ محبت وشفقت فرماتے، وہ ان مجلسوں میں علم وادب کے نکتے اور علمی لطائف بھی بیان فرماتے، بے ساختہ اردو اور عربی کے اشعار پڑھتے، خود بھی لطف اندوز ہوتے اور محفل کو بھی زعفران زار بناتے، جب اس طرح کی مجلس میں برادر نسبتی عزیزم نور السلام ندوی موجود ہوتے تو پھر کیا کہنا، مولانا کا رنگ وآہنگ دوبالا ہوجاتا، چونکہ مولانا ہم لوگوں کے سرپرست اور مربی تھے، اس لیے ہم لوگ ذرا ادب واحتیاط کے ساتھ گفتگو کرتے، مگر مولانا اپنائیت کا لحاظ وخیال رکھتے ہوئے بسا اوقات خوب تفریح کرتے۔

بڑے غور سے سن رہا تھا زمانہ
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

ایک دفعہ دوران گفتگو نقیب کے معیار اور اس کے متنوع مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے داد تحسین دینے لگے اور کہا کہ مولانا میں نے بھی عہد شباب میں بہت سے دینی اور علمی مضامین لکھے، جو نقیب کے ۱۹۶۲ء کے شماروں میں شائع ہوئے ہیں، میں نے مولانا کے اشارے کو سمجھ لیا، ان تمام مضامین کو یکجا کر کے کمپوز کروا کر مولانا کی خدمت میں بھیج دیا، مولانا نے ان مضامین پر نظر ثانی کی، پھر مولانا کی طرف سے ''آداب زندگی'' کے نام سے کتاب طبع کرادی، ویسے بھی مولانا لکھنے پڑھنے کا عمدہ ذوق رکھتے تھے، ایک زمانہ میں نشیمن بنگلور، الجمعیۃ دیوبند، تذکرہ دیوبند اور ہفتہ وار نقیب پٹنہ میں ان کے متعدد تحقیقی اور علمی مضامین شائع ہوئے، انہیں فارسی زبان پر بھی ملکہ حاصل تھا، انہوں نے آئی اے کی فارسی شیریں کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا، جس کے مطالعہ سے ترجمہ کا تصور قائم نہیں ہوتا ہے، مولانا کی دو خوبیوں نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا، ایک تو یہ کہ وہ بڑے جری اور بے باک عالم دین تھے، خوب ٹھوک بجا کر بات کرتے اور استدلال کی قوت سے مخاطب کو قائل کر کے اپنا ہم مشرب بنالیتے، یہ کام کوئی ذہین وفطین اور نگاہ دوربین رکھنے والا شخص ہی کرسکتا ہے، اور دوسرے یہ کہ وہ بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے، ان کا گھر علماء وصلحاء کا مرکز ہوتا، ہر ایک کی خوب ضیافت فرماتے، اور ضیافت وتواضع کر کے خوشی محسوس کرتے، یہ صحیح ہے کہ ان کی زندگی نشیب وفراز کی مختلف پرپیچ راہوں سے گذری مگر وہ نہ کبھی حوصلہ شکن ہوئے اور نہ ہی مقصد سے بھٹکے، بلکہ ہمت وحوصلہ کے ساتھ نشان منزل کی طرف رواں دواں رہے، ادھر چند ماہ سے مختلف عوارض کے شکار ہوگئے، جسمانی قوت وتوانائی کے باعث نقل وحرکت سے بھی معذور ہوگئے، ۸۵/سال کی لمبی عمر نے قویٰ کو کمزور کردیا، دربھنگہ کے ایک اسپتال میں علاج کے لئے داخل کئے گئے، اسی درمیان داعی اجل کا پیغام آگیا، اور رب کائنات سے جاملے، اللہ نے انہیں کثیر العیال بنایا، اس وقت ۷/بچیاں اور ایک بچہ عزیزی حافظ سفیان احمد سلمہ بقید حیات ہیں، مولانا نے ان سب کی شادیاں کردیں، ناتی ونواسے سے ان کا گھر گل گلزار بنا ہوا رہتا ہے، ماشاء اللہ ان کی اہلیہ بھی حیات سے ہیں، جو رشتہ میں میری خالہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان سبھوں کی عمر کو دراز فرمائے اور صبر وثبات کی توفیق بخشے اور مولانا کو جنت الفردوس کا اعلیٰ مقام عطا کرے۔

ورق تمام ہوا اور مدح ابھی باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

کتابوں کی دنیا

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

آتی ہے ان کی یاد

ہمارے مخلص ومحترم جناب انوار الحسن وسطوی کی ذات میں قدرت نے علم وعمل کی گوناگوں صلاحیتیں اور قابلیتیں جمع کردی ہیں، وہ اپنے علمی، ادبی اور تحقیقی کارناموں کی وجہ سے پوری ریاست بہار میں ایک ممتاز اہل قلم، بے مثال ادیب وتجزیہ نگار، صحافی اور نقاد کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں، ماضی میں ان کی متعدد تصانیف، رشحات قلم، نقوش قلم، نیرنگ قلم، انعکاس قلم، وغیرہ سنجیدہ طبقہ میں وقعت کی نظر سے دیکھی گئیں، انہوں نے اردو زبان وادب کی ترقی کے لئے مختلف موضوعات پر مفید کتابیں بھی شائع کیں، جو مقبول بھی ہوئیں، پیش نظر کتاب ''آتی ہے ان کی یاد'' ان کی تازہ تصنیف ہے، جس میں انہوں نے ملک کے چند نامور قائدین، ارباب فضل وکمال، علماء، ادباء وکلاء پروفیسر، ڈاکٹر کی گوناگوں اور متنوع خدمات پر روشنی ڈالی ہے اور بعض دلچسپ مشاہدات وتاثرات بیان کئے ہیں، دراصل یہ کتاب مختلف اوقات میں لکھے گئے سوانحی خاکوں کا مجموعہ ہے، جو وقفہ وقفہ سے مختلف رسائل وجرائد میں چھپتے رہے ہیں، اب ان منتشر مضامین کو کتابی صورت میں یکجا کر دیا گیا تاکہ محققین وباحثین کو استفادہ میں سہولت ہوسکے، ان میں معروف علمی وادبی شخصیات کے علاوہ ان اشخاص کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے، جو صاحب کمال ہونے کے باوجود گمنام رہے، دنیا نے نہیں جانا کہ وہ کون تھے اور کیا تھے، لیکن ایک صحافی چونکہ اپنی تیسری آنکھ سے معاشرہ کا مشاہدہ کرتا ہے، لہذا انہوں نے اس کتاب میں انہیں بھی خصوصی جگہ دی اور ہر ایک کے مقام ومرتبہ کا بھی کسی حد تک تعین کردیا، گویا کہ یہ مجموعہ ۵۱/شخصیتوں پر احساس وخیال کے اظہار کا ایک خوبصورت مرقع ہے اس میں ان کے افکار وتصورات، مذہبی اور قومی خیالات کی جھلک دکھلائی گئی ہے جن سے ان کے حسن تدبر ہوشمندی اور ملک وقوم سے خلوص ومحبت کے جذبے کا اندازہ ہوتا ہے، ۲۸۸/صفحات کی اس ضخیم کتاب کی ابتدا میں پہلے لائق مصنف کا سوانحی اشاریہ ہے، اس کے بعد ڈھائی صفحات میں شخصیات کی فہرست دی گئی ہے، پھر فاضل مصنف کے قلم سے ''پیش لفظ'' کے عنوان سے ایک مقدمہ ہے، جس میں کتاب کی مشمولات سے متعلق وضاحتی تحریر ہے، جس کے مطالعہ سے ہی اگلے صفحات کے خدوخال کا تعین ہوجاتا ہے۔

یقین مانئے کہ فاضل مصنف نے اس کتاب کو شائع کر کے اردو کے سوانحی ذخیرہ میں ایک بیش قیمت اضافہ کیا ہے، اللہ ان کی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے۔ میری نظر میں اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ فاضل مصنف نے کتاب کو تاثرات ومقدمات سے بہت زیادہ بوجھل نہیں بنایا، بلکہ صرف دو معروف شخصیات کے اظہار خیال پر اکتفا کیا، ان میں ایک مشہور عالم دین، نائب ناظم امارت شرعیہ اور ہفتہ وار نقیب کے مدیر مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی اور دوسرے ڈاکٹر ظفر انصاری ظفر اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو الہ آباد یونیورسٹی کی تقریظات کو شریک اشاعت کیا، جس سے مصنف کے حسن ذوق کا اندازہ ہوتا ہے اور مشک آنست کہ خود ببوید کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ فہرست مضامین کو حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا، میرا خیال یہ ہے کہ اگر الف، ب کے تحت متعدد شخصیات ہوں تو اس وقت اس کی گنجائش نکل سکتی ہے کہ حروف تہجی کا خیال رکھا جائے، لیکن جب دو چند ہی اصحاب کمال ہوں تو اس وقت درجہ بندی کردینے سے معنویت بڑھ جاتی ہے، مثلاً اصولی طور پر پہلے (چند نادیدہ قائدین ملت (۲) علماء، فضلاء اور ادباء (۳) اقارب واعزہ واحباب وغیرہ شہ سرخیاں ہوتیں اور پھر اس باب کے تحت متعلقہ شخصیات کو شامل کیا جاتا تو کچھ زیادہ بہتر ہوتا۔

ویسے مجموعی طور پر یہ کتاب قابل قدر ہے، ادب واسلوب کے لحاظ سے بھی بڑی دل کش اور شگفتہ ہے، کمپوزنگ بھی اعلیٰ درجہ کی ہے اور طباعت بھی عمدہ ہے، گویا کتاب کا حسن ظاہر بھی لائق تعریف ہے، اس کے لئے مصنف کو داد تحسین پیش کرتا ہوں، جو اصحاب ذوق اس کے خواہشمند ہیں وہ تین سو روپے بھیج کر حسن منزل آشیانہ کالونی روڈ نمبر ۶، حاجی پور ویشالی سے طلب کرسکتے ہیں، یا براہ راست مصنف کے موبائل نمبر 9430649112 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

تاریخ وسیر کے کتابوں میں اولیاءاللہ اور بزرگان دین کے بے شمار واقعات مذکور ہیں، جن کے مطالعہ سے ایمان ویقین میں پختگی بھی آتی ہے اور عملی زندگی میں کچھ کر گذرنے کا جذبہ بھی ابھرتا ہے، قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ ان سے روشنی حاصل کی جائے اور زندگی کو منور کیا جائے۔

سفید بالوں کو اپنی فطرت پر چھوڑ دو

علی بن عاصم کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، حجام ان کے بال کاٹ رہا تھا امام صاحب نے اس سے فرمایا کہ تو تو ہمیشہ سفید بالوں ہی کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور انہیں ہی پہلے قطع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے، تو بھلا ان سفید بالوں میں اضافہ کیوں کرتا ہے، حجام نے کہا کہ اضافہ کس طرح کرر رہا ہوں، آپ نے فرمایا، اللہ کے بندے جتنا تو ان بالوں کو صاف کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ اتنے ہی اور بڑھتے ہیں، سیاہ بالوں کو صاف کرنے کی کوشش کر، تاکہ وہ بڑھیں، گویا امام صاحب نے بڑے عمدہ پیرایے میں مزاح بھی فرمایا اور اس طرف بھی اشارہ فرمایا کہ سفید بالوں کو جتنا زیادہ نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے قدرتاً ان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، ان کو اپنی فطرت پر چھوڑ دیا جائے اور ان کی قطع وبرید پکا خاص اہتمام نہ کیا جائے تو وہ مناسب اور طبعی رفتار سے بڑھتے ہیں۔

چور کی شناخت

ابن اسنوی سے منقول ہے کہ ان کے سامنے دو شخص پیش ہوئے جن پر چوری کا الزام تھا، انہوں نے ان کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور خادم سے پانی منگا کر پینا شروع کیا پھر جان بوجھ کر ہاتھ سے گلاس چھوڑ دیا جو گرتے ہی ٹوٹ گیا گلاس اس طرح اچانک ٹوٹنے سے ان میں کا ایک آدمی گھبرا گیا اور دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا وہ بدستور کھڑا رہا یہ دیکھ کر ابن اسنوی نے اس شخص کو چھوڑ دیا جو گھبرا گیا تھا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم چوری کا مال فوراً واپس کردو۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ ہی چور ہے، انہوں نے کہا کہ چور مضبوط دل والا ہوتا اور دوسرا شخص گلاس ٹوٹنے سے گھبرا گیا اگر چوہا بھی دوڑتا تو یہ اس کی آواز سے بھاگ جاتا اور چوری نہ کرتا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے استاذ سے معافی مانگی

اورنگ زیب عالمگیر (۱۱۰۲ھ) علماء وفضلاء کے بڑے قدردان تھے، جب وہ بادشاہ ہوگئے تو اس زمانے میں انکے استاذ ملا جیون امیٹھی آئے تھے، چنانچہ ان کو خط لکھا کہ بہت دن سے آپ کی زیارت نہیں ہوئی، شاہی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے میرا آنا دشوار ہے، آپ دہلی آکر مل لیں، ملا جیون نے اہلیہ سے کہا کہ بادشاہ نے بلایا ہے، کوئی تحفہ بھی تو لے جانا چاہئے، ان کی اہلیہ نے سوتے کات کر پیسے جمع کئے اور ان پیسوں سے سرسوں کا تیل اور جو خریدے، اس کے آٹے سے گلگلے بنائے اور ایک گھڑے میں بھر کر اس کا منہ آٹے سے بند کر کے بطور تحفہ رکھ دئے، ملا جیون بیل گاڑی سے کئی دن میں دہلی آئے، تحفہ شاہی دسترخوان پر رکھا گیا، عالمگیر نے کہا کہ استاذ کا تحفہ پہلے کھایا جائے گا، جب گھڑے سے گلگلے نکالے تو پھپھوند چڑھ چکی تھی گھڑا کھولتے ہی بدبو پھیل گئی، عالمگیر نے استاذ کے تبرک سے ابتدا کرنے کیلئے ایک گلگلہ منہ میں رکھا تو بہرحال بادشاہ تھا اُبکائی آئی تو گلگلہ منہ سے نکل گر پڑا، ملا جیون نے فوراً ڈانٹ کر کہا کہ عالمگیر حرام کے لقمہ کھا کھا کر تیرا یہ حال ہوگیا کہ حلال لقمہ تیرے حلق سے نہ اترا، عالمگیر نے معافی مانگی، استاذ سے معافی چاہی۔

۱۲ سال کی عمر میں کتاب لکھی

حضرت سید علی ہجویریؒ (۴۰۰ھ ۴۶۵ھ) نے اپنی تصنیف ’’کشف الاسرار‘‘ میں بہت سے عجائبات زمانہ کا ذکر کیا ہے، ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ’’غزنی میں ایک پیر مرد تھے، ان کا نام شیخ بزرگؒ تھا اور وہ اپنے کردار میں بھی حقیقتاً بزرگ ہی تھے، ایک دن شیخ بزرگؒ نے مجھ سے فرمایا: ’’علی! کوئی ایسی کتاب لکھ کہ زمانے میں تیری یادگار رہ جائے۔ اس وقت میری عمر صرف بارہ سال تھی، ایک بچے سے کسی یادگار تصنیف کا ذکر کرنا بڑا عجب تھا۔ میں نے اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا ’’حضرت میں ابھی اس قابل کہاں ہوں؟ نہ مجھے علم حاصل ہے اور نہ میں اپنی کم عمری کے سبب علم کے رموز کو سمجھ سکتا ہوں، پھر آپ کے حکم کی تعمیل کس طرح ہوسکتی ہے؟ شیخ بزرگؒ نے جواباً فرمایا: ’’علی کچھ بھی ہو‘‘ تجھے کتاب لکھنی ہی پڑے گی‘‘۔

میں نے کچھ دن پہلے ہی ایک کتاب تحریر کی تھی، شیخ بزرگؒ کے اصرار پر وہی کتاب ان کی خدمت میں پیش کی۔ شیخ بزرگؒ کتاب کا مطالعہ کرتے رہے اور میں دل ہی دل میں شرمندہ ہوتا رہا کہ ایک بچے کی تحریر پڑھ کر ان کا کیا تاثر ہوگا؟ آخر کتاب ختم ہو ہوئی اور شیخ بزرگؒ مجھ سے مخاطب ہوئے......

’’علی! تو دین کے معاملے میں بڑا بزرگ ہوگا‘‘۔

شیخ کا ارشاد سن کر کچھ دیر تک تو مجھے اپنی سماعت پر یقین ہی نہیں آیا، میں حیرت میں ڈوبا ہوا کسی مجسمے کی طرح شیخ کے سامنے بیٹھا رہا۔ شیخ نے میری دلی کیفیت کو محسوس کرلیا تھا، اس لئے ایک بار پھر وہی الفاظ دہرائے......

’’انشاءاللہ! ایسا ہی ہوگا‘‘۔ پھر مجھے یقین آیا کہ شیخ بزرگؒ نے میری طفلانہ تحریر کو نظر انداز نہیں کیا ہے...... ’’اگر شیخ کی دعائیں شامل حال رہیں۔

’’میں نے عرض کیا: ’’تو ہماری دعاؤں میں شامل ہے۔‘‘

شیخ بزرگؒ نے فرمایا...... ’’حق تعالیٰ نے چاہا تو سارا زمانہ ان دعاؤں کی تاثیر دیکھے گا‘‘۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت سید علی ہجویریؒ برصغیر پاک وہند کے اتنے بڑے بزرگ ثابت ہوئے کہ ایک ہزار سال گزر جانے کے باوجود آپ کا فیض روحانی روز اول کی طرح جاری وساری ہے۔ شیخ بزرگؒ نے جس کتاب کے تحریر کرنے پر اصرار کیا تھا، دراصل وہ ’’کشف المحجوب‘‘ تھی۔ شیخ بزرگؒ کی چشم معرفت پر یہ بات روشن تھی کہ یہی بارہ سالہ لڑکا جوان ہوکر ایک ایسی کتاب تحریر کرے گا جسے تصوف کی دنیا میں شہرت دوام حاصل ہوگی۔

پھول دودھ پر حاوی ہے

اسلامی تہذیب کا مرکز ہونے کے باعث ملتان میں بڑے بڑے مشائخ اور علماء کا اجتماع تھا۔ جب حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ ۶۶۶ھ اپنے وطن تشریف لائے تو چند ہی روز میں آستانہ عالیہ پر عقیدت مندوں کا ہجوم نظر آنے لگا بعض روایتوں کے مطابق دنیا دار علماء کی دکانیں آہستہ آہستہ ویران ہونے لگیں، آخر کئی نامور علماء اور مشائخ نے آپس میں اتفاق کرنے کے بعد ایک بہت بڑا پیالہ منگوایا اور اسے دودھ سے بھر دیا۔ پھر اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ اسے حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی خدمت میں لے جاؤ۔

خادم دودھ سے لبریز پیالہ لے کر حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور اسے حضرت شیخ کے سامنے رکھ دیا۔ ’’یہ کیا ہے؟‘‘ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے اجنبی شخص سے سوال کیا؟ یہ دودھ کا پیالہ علمائے ملتان نے آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔‘‘ مشائخ کے خدمت گار نے جواب دیا۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے سامنے اس وقت گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے۔ آپ کے ایک پھول اٹھا کر دودھ کے پیالے میں ڈال دیا اور علماء کے خادم سے فرمایا۔ ’’اسے واپس لے جاؤ! یہی ہمارا جواب ہے۔‘‘

جب علمائے ملتان کا خدام واپس چلا گیا تو حاضرین میں سے کسی مقتدر شخص نے پوچھا۔ ’’شیخ! یہ کیا ماجرا تھا؟‘‘ ’’علمائے ملتان نے مجھ سے ایک سوال کیا تھا، میں اس کا جواب دیدیا۔‘‘ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے فرمایا۔ ’’ان لوگوں کا سوال تھا کہ جس طرح یہ پیالہ دودھ سے لبریز ہے اسی طرح ملتان بھی علماء سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں تمہارے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں، میں نے جواباً ان لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ میں ان شاءاللہ اسی علاقے میں رہوں گا اور جس طرح یہ پھول دودھ پر حاوی ہے، میں بھی اسی طرح ان پر غالب رہوں گا۔

تصوف کی تاریخ میں اسی انداز کا ایک اور واقعہ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے حقیقی بھانجے اور مشہور جلالی بزرگ حضرت مخدوم علاء الدین احمد صابر کلیریؒ نے پانی پت کا علاقہ اپنے خلیفہ حضرت شمس الدین ترکؒ کے حوالے کیا تھا۔

جب حضرت ترکؒ پانی پت پہنچے تو اس وقت یہاں نامور صوفی حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ موجود تھے، حضرت شمس الدین ترکؒ نے اپنے خادم کے ذریعے دودھ سے لبریز پیالہ حضرت بوعلی شاہؒ کی خدمت میں بھیجا، قلندر خادم کو دیکھ کر مسکرائے، اس وقت آپ کے سامنے گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے، حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ نے پھول کی چند پتیاں دودھ میں ڈال دیں اور فرمایا۔ ’’حضرت شیخ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا۔‘‘

حضرت شمس الدین ترکؒ گلاب کی پتیاں دیکھ کر مسکرائے۔ حاضرین مجلس نے اس تبسم کی وجہ پوچھی تو حضرت شمس الدین ترکؒ نے فرمایا۔ ’’بوعلی شاہ قلندرؒ ایک بڑے بزرگ ہیں اور پانی پت میں مقیم ہیں، میں نے ان کے نام یہ پیغام ارسال کیا تھا کہ میرے پیرومرشد نے یہ علاقہ میرے سپرد کردیا ہے، جس طرح دودھ کا پیالہ لبریز ہے، اسی طرح پانی پت میرے آنے سے بھر گیا ہے، شیخ بوعلی شاہ قلندرؒ نے جواباً کہا ہے کہ وہ میرے علاقے سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے، وہ پانی پت میں قیام کریں گے مگر اس طرح جیسے دودھ میں گلاب کی پنکھڑیاں۔‘‘

پھر جب حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ سے ان کے مریدوں نے اس واقعہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا، تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ دونوں بزرگوں میں آخر تک انتہائی خلوص اور یگانگت کا رشتہ قائم رہا۔

مجھے فراموش مت کرنا

(حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمۃ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے والد محترم حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قرآن مجید سے متعلق ایک نہایت بصیرت افروز اور سبق آموز واقعہ...... ہم اس واقعہ کو قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ میں تلخیص کے ساتھ پیش کرر ہے ہیں)

مولانا لکھتے ہیں: ’’میرے والد ماجد مولانا محمد احمد نے وفات سے تقریباً پندرہ بیس دن قبل مجھے دارالعلوم دیوبند کے دارالمشورہ میں خلوت میں طلب فرمایا، میں حسب الحکم حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی غیر معمولی طور پر آبدیدہ ہوگئے، حتی کہ وفورِ گریہ کی وجہ سے چند منٹ تک بات بھی نہ کرسکے ... مجھے یہ پریشانی ہوئی کہ کہیں مجھ سے تو کوئی ناگواری پیش نہیں آئی۔ میں نے اس کا ذکر کیا تو فرمایا نہیں، بلکہ مجھے یہ کہنا ہے کہ میرا وقت قریب آگیا ہے اور بہت تھوڑا وقفہ باقی رہ گیا ہے، مجھے اس وقت یہ واقعہ سنانا ہے کہ جب میں قرآن کریم کا حافظ ہوچکا تو حضرت والد ماجد حضرت محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند بے حد مسرور تھے۔ ختم قرآن کی خوشی میں شہر کے عمائد اور اعزہ واحباب کے ایک بڑے مجمع کی لمبی چوڑی دعوت کی۔ تقریب سے فارغ ہوکر مجھے خلوت میں اسی طرح طلب کر کے فرمایا: میاں احمد! خدا کا شکر ہے کہ تم حافظ ہوگئے۔ وقت آئے گا تم عالم بھی ہوگے۔ تمہاری عزت بھی ہوگی، ملک میں تمہاری شہرت بھی ہوگی اور تمہیں دولت بھی میسر آئے گی، لیکن یہ سب چیزیں تمہارے لئے ہوں گی۔ قرآن میں نے تمہیں اپنے لئے حفظ کرایا ہے ’’مجھے فراموش نہ کرنا‘‘

فرمایا کہ وہ وقت ہے اور آج کا دن ہے، میرا یہ دوامی عمل ہے کہ میں ہمیشہ دو پارے یومیہ حضرت قبلہ والد صاحبؒ کو ایصال ثواب کی نیت سے پڑھتا ہوں، جو خدا کا شکر ہے کہ آج تک ناغہ نہیں ہوئے۔‘‘

مولانا لکھتے ہیں: یہ واقعہ سنا کر مجھ سے فرمایا کہ طیب! خدا کا شکر کہ تم حافظ وعالم ہوچکے ہو، وقت آئے گا تمہاری عزت بھی ہوگی، شہرت بھی ہوگی اور حق تعالیٰ تمہیں دولت بھی بہت کچھ عطا فرمائے گا، لیکن یہ سب کچھ تمہارے لئے ہوگا... یہ قرآن میں نے تمہیں اپنے لئے حفظ کرایا ہے۔ ’’لہٰذا مجھے فراموش مت کرنا۔‘‘

چنانچہ حضرت قبلہ والد صاحبؒ کی وفات کے بعد آنے والے مہینے کی پہلی ہی تاریخ سے میں نے حضرت کی نصیحت؛ بلکہ وصیت کے مطابق مغرب کے بعد اوابین میں ایک پارہ یومیہ پڑھنے اور حضرت مرحوم کو ایصال ثواب کرنے کا معمول بنالیا ہے، جو بفضل الٰہی آج تک جاری ہے۔

ذکرِ مرگ: قرآن واحادیث اور اقوالِ سلف وصالحین کی روشنی میں

محمد ہاشم اعظمی مصباحی

اس دنیائے فانی میں جس طرح کسی بھی کام کی ایک انتہا ہوتی ہے، جہاں پہنچ کر وہ کام ختم ہوجاتا ہے اسی طرح سے اس روئے زمین پر موت تمام مخلوقات کا آخری انجام ہے، اس پوری کائنات کو اپنے انجام تک پہونچنا ہے حتی کہ ملک الموت بھی موت کے منہ میں چلے جائیں گے، فرمانِ باری تعالی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمٰن: آیت ۲۶) اس دھرتی پر موجود ہر چیز فنا ہوجائے گی صرف تیرے پروردگار کی ذاتِ ذوالجلال والاکرام باقی رہے گی۔

موت دراصل دنیاوی زندگی کی انتہا اور اخروی زندگی کی ابتدا کا نام ہے، موت کے ساتھ ہی دنیاوی آسائشیں ختم ہو جاتی ہیں اور اخروی انعامات یا عذاب شروع ہوتا ہے، موت اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے جس کے ذریعہ خالقِ کائنات کی قدرت اور تمام مخلوقات پر اس کا تسلط عیاں ہوتا ہے، خود فرمانِ باری تعالی ہے: وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تمھارے کسی ایک کو موت آتی ہے اسے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ (الأنعام: ۶۱)

موت اللہ تعالی کی طرف سے عدل پر مبنی ایک اٹل حقیقت ہے، چنانچہ تمام مخلوقات کو موت ضرور آئے گی، فرمانِ باری تعالی ہے: "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ." (العنکبوت: ۵۷) ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، پھر ہماری طرف ہی تمھیں لوٹایا جائے گا، یاد رہے کہ موت بہت کڑوی شئی ہے جس کی شدتِ تکلیف کوئی بھی بیان کرنے کی سکت نہیں رکھتا؛ کیونکہ روح کو رگوں، پٹھوں اور گوشت کے ایک ایک ریشے سے کھینچا جاتا ہے، دنیا میں کسی کو درد کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو؛ لیکن وہ موت کے درد سے کم ہی ہوتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت نزع میں دیکھا آپ کے پاس ایک پیالے میں ٹھنڈا پانی تھا آپ اپنا ہاتھ اس پیالے میں ڈبو کر اپنا چہرہ صاف کرتے اور فرماتے: "اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" یا اللہ! موت کی سختی اور غشی پر میری مدد فرما، امام ترمذی نے اسے روایت کیا ہے کچھ روایات کے الفاظ میں یوں ہے کہ: بیشک موت کی غشی بہت سخت ہوتی ہے۔ ایک شخص نے اپنے والد سے حالت نزع میں کہا: "ابا جان! مجھے موت کے درد کے بارے میں بتائیں تا کہ میں بھی عبرت پکڑوں" تو والد نے کہا: "بیٹا مجھے لگ رہا ہے کہ میرے پیٹ میں خنجر چلایا جا رہا ہے۔" ایک اور قریب المرگ شخص سے موت کی المناکی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: "ایسا لگ رہا ہے کہ میرے پیٹ میں آگ بھڑکائی جا رہی ہے" اسی لئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ: اگر تمہاری طرح جانور موت کو جان لیتے تو ان میں کوئی موٹا جانور کھانے کو نہ ملتا۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ بھی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے وہ شہید کے ساتھ اٹھایا جائیگا، اس فضیلت کا سبب یہ ہے کہ موت کی یاد دنیا سے دل اُچاٹ کر دیتی ہے اور آخرت کی تیاری پر اکساتی ہے؛ لیکن موت کو بھول جانا انسان کو دنیاوی خواہشات میں منہمک کر دیتا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ موت مومن کے لئے ایک تحفہ ہے اس لئے کہ مومن دنیا میں قید خانے جیسی زندگی بسر کرتا ہے، اسے اپنی خواہشاتِ نفسانی کی اور شیطان کی مدافعت کرنا پڑتی ہے اور یہ چیز کسی مومن کے لئے عذاب سے کم نہیں مگر موت اسے ان مصائب سے نجات دلاتی ہے لہٰذا یہ اس کے لئے تحفہ ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ موت مسلمان کے لئے کفارہ ہے، مسلمان سے مراد وہ مومنِ کامل ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اس میں مومنوں کے اخلاقِ حسنہ پائے جائیں اور وہ ہر کبیرہ گناہ سے بچتا ہو، ایسے شخص کی موت اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور فرائض کی ادائیگی اسے گناہوں سے منزہ و پاک کر دیتی ہے۔

حضرتِ عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں لوگ زور زور سے ہنس رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مجلس میں لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا ذکر کرو، پوچھا گیا حضورؐ وہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ موت ہے، حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرو، اس سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور دنیا سے بے رغبتی بڑھتی ہے، فرمانِ نبوی ہے کہ موت جدائی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ موت سب سے بڑا ناصح ہے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے ایسی جماعت کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو یاد کرو، رب ذوالجلال کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں ایک مرتبہ ایک شخص کی بہت تعریف کی گئی، آپ نے فرمایا کیا وہ موت کو یاد کرتا ہے؟ عرض کیا کہ ہم نے کبھی نہیں سنا، تب آپ نے فرمایا کہ پھر وہ ایسا نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو۔ (بزرگانِ دین کے ارشادات)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں دسواں شخص تھا جو (ایک دن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھا، ایک انصاری جوان نے پوچھا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ باعزت اور ہوشیار کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور اس کے لئے زبردست تیاری کرتا ہے، وہ ہوشیار ہے اور ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں باعزت ہوتے ہیں۔ جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ موت نے دنیا کو ذلیل کر دیا ہے اس میں کسی عقلمند کے لئے مسرت ہی نہیں ہے، جناب ربیع بن خثیم کا قول ہے کہ مومن کے لئے موت کا انتظار سب انتظاروں سے بہتر ہے، مزید فرمایا کہ ایک دانا نے اپنے دوست کو لکھا اے بھائی! اس جگہ جانے سے پہلے جہاں آرزو کے باوجود بھی موت نہیں آئیگی (اس جگہ) موت سے ڈر اور نیک عمل کر، امام ابنِ سیرین کی محفل میں جب موت کا تذکرہ کیا جاتا تو ان کا ہر عضو سن ہو جاتا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ ہر رات علماء کو جمع کرتے، موت، قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے ہوئے اتنا روتے کہ معلوم ہوتا جیسے جنازہ سامنے رکھا ہے۔

جناب ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھے موت اور اللہ کے حضور حاضری کی یاد نے دنیاوی لذتوں سے نا آشنا کر دیا ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے موت کو پہچان لیا اس سے تمام دنیا کے دکھ، درد ختم ہو گئے، جناب مطرب رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کوئی شخص بصرہ کی مسجد کے وسط میں کھڑا کہہ رہا تھا کہ موت کی یاد نے خوفِ خدا رکھنے والوں کے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، رب کی قسم! تم انہیں ہر وقت بے چین پاؤ گے۔ حضرتِ اشعث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم جب بھی حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، وہاں جہنم، قیامت اور موت کا ذکر سنتے، حضرتِ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا موت کو یاد کیا کرو، تمہارا دل نرم ہو جائے گا، اس نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا، وہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ موت کے ذکر پر عیسیٰ علیہ السلام کی حالت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کا ذکر سنتے تو ان کے جسم سے خون کے قطرے گرنے لگتے، حضرتِ داؤد علیہ السلام جب موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو ان کی سانس اکھڑ جاتی اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا، جب رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی حالت سنبھل جاتی، جنابِ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے جس عقلمند کو دیکھا اس کو موت سے لرزاں اور غمگین پایا۔

حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک عالم سے کہا مجھے نصیحت کرو، انہوں نے کہا تم خلیفہ ہونے کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتے، تمہارے آباء واجداد میں آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر کسی نے موت کا جام پیا ہے اب تمہاری باری ہے، حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو بہت دیر تک روتے رہے۔

حضرتِ ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر سوتے اور ہمیشہ موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے، اگر میں ایک لحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو سارا کام بگڑ جائے گا، حضرتِ مطرب بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اس موت نے دنیا داروں سے ان کی دنیا چھین لی ہے پس اللہ تعالیٰ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرو جو دائمی ہیں، حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عنبسہ سے کہا موت کو اکثر یاد کیا کرو اگر تم فراخ دست ہو تو یہ تم کو تنگدست کر دے گی اور اگر تم تنگدست ہو تو یہ تم کو ہمیشہ کی فراخ دستی عطا کر دے گی، جناب ابوسلیمان الدرانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے ام ہارون سے پوچھا کہ تجھے موت سے محبت ہے؟ وہ بولی نہیں میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا میں جس شخص کی نافرمانی کرتی ہوں اس سے ملاقات کی تمنا کبھی نہیں کرتی، موت کے لئے میں نے کوئی کام نہیں کیا لہٰذا اسے کیسے محبوب سمجھوں۔

نونہالوں کی تعلیم کی فکر

ہمارے ملک کے اسکولوں میں جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور جس طرح کی تہذیب کو فروغ دینے کی کوشش کی جاتی ہے وہ ہماری مذہبی اقدار و روایات، اور ہمارے دین وشریعت کے خلاف ایک خطرناک سازش ہے، یہاں ہمارا اسلامی عقیدہ، ہماری تہذیب، ہمارا تشخص، خیر امت ہونے کا احساس سب کچھ زد پر ہے، اور اس سے پہلو تہی اور چشم پوشی دینی خودکشی کے مترادف ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلے میں بہت زیادہ حساس ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمارا مذہب اسلام جدید تعلیم اور زندگی میں کام آنے والے مفید علوم پر کسی طرح کی پابندی عائد نہیں کرتا اور اس سلسلہ میں ہر طرح کی ہمت افزائی، بلکہ ترغیب دیتا ہے لیکن ایسی تعلیم کے حصول سے پہلے اس پہلو پر غور کرنا ضروری ہے کہ یہ علوم، اور تعلیمی وسماجی سرگرمیاں ہمارے دین وایمان اور عقیدہ وفکر کی قیمت پر نہ حاصل ہوتی ہوں۔ ہمیں تعلیم سے غفلت نہیں برتنی ہے اور نہ ہمہ وقت ترقی پذیر علمی کارواں سے اپنے کو بچھڑنے دینا ہے بلکہ ہمیں اس سلسلے میں دور اندیشی اور بیدار مغزی کا ثبوت دینا ہے اور ایسے راستے نکالنے ہیں جن کے ذریعے ہماری آئندہ نسل دین وایمان پر قائم رہ سکے اور توحید کی جو امانت ہمارے سینوں میں ودیعت ہے اس کی ہر قیمت پر حفاظت ہو سکے۔

اس کے لئے سب سے بہتر اور صحیح راستہ تو یہ ہے کہ ہمارے پاس اس کا کوئی متبادل انتظام ہو، ہم تعلیم کے ابتدائی اور اعلی مرحلوں کے لیے خود کفیل ہوں، ہماری قوم کے پاس خود اپنے سرمایہ اور جد وجہد سے قائم معیاری اور جدید سہولیات اور تعلیمی وسائل سے آراستہ اسکول اور کالج ہوں، جہاں ہم اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے، اور اپنی تہذیبی شناخت کے تحفظ کے ساتھ آگے بڑھ سکیں اور جو ادارے اس سلسلے میں قائم ہیں اور مسلم مینجمنٹ کے زیر انتظام کام کر رہے ہیں، ان میں دینی مضامین کی شمولیت اور ان کے معیار کی برتری پر توجہ دلا کر انہیں متبادل کے طور پر اپنایا جا سکتا ہے، اور ہمارے اہل خیر حضرات، ماہرین تعلیم، ان کی اس راہ میں سرپرستی اور تعاون کر کے اس کام کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہمارے یہاں اس طرح کے کچھ تعلیمی ادارے ہیں بھی، تو ان کا حال دیگر سرکاری وغیر سرکاری اداروں سے مختلف نہیں ہے، وہاں قرآن کریم، دینیات، سیرت نالج، اسلامی عقائد جیسے موضوعات کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے دور اندیشی یا منصوبہ بندی کی کمی کی وجہ سے ان اداروں سے کوئی بڑا فائدہ حاصل ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی اس لیے اس سلسلے میں بہت زیادہ سنجیدگی اور معاملہ فہمی کے ساتھ غور وفکر کی ضرورت ہے۔

جب تک ہندوستانی مسلمان اس منزل تک پہنچیں اور اس سلسلے میں خود کفیل ہونے کی پوزیشن میں نہ ہو جائیں اس وقت تک کم از کم اس قدر فکرمندی تو ضروری ہے کہ بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کے لیے ہر حال میں گنجائش نکالی جائے، اس کے لئے شبینہ مکاتب، پارٹ ٹائم مدرسے قائم کر کے خود والدین اور سرپرستوں کو اس ملک میں اپنی دینی ملی اور شرعی ذمہ داری سمجھ کر اپنا وقت اور سرمایہ خرچ کر کے ٹھوس بنیادوں پر دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے، ان کی مسلسل نگرانی اور ان کی دینی تربیت، ان کے دینی مستقبل کے تحفظ کی فکر ہماری سب سے اولین ضرورت ہے۔ جس سے چشم پوشی کی ایک ایسی ملت کے لئے کسی طرح گنجائش نہیں ہے، جس کے پاس اپنی مستقل تہذیب اور روشن تاریخ ہو۔ ورنہ غیر اسلامی تعلیم اور مخالف اسلام تہذیبی یلغار کا سیلاب ہمیں اور ہماری نسلوں کو ہمارے مذہب سے بہت دور بہا لے جائے گا۔ اور ہمارے ذہن و دماغ پر اسلام کی برتری اور اس کے مکمل دین ہونے کا تصور باقی نہیں رہے گا۔ اکبر الہ آبادی نے درست کہا تھا:

ع دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

(وصی سلیمان ندوی)

عبرت کی نشانیاں

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر

آپ کا اور ہمارا قبرستان جانا ہوتا ہی رہتا ہے، کبھی کسی کی تدفین میں اور کبھی فاتحہ پڑھنے کی غرض سے، یہ عمل اتنی مرتبہ انجام دیا جا چکا نہ تو میرے ذہن میں ہے اور نہ آپ کے ذہن میں ہوگا کہ کتنی بار قبرستان گئے مگر یہ بات یقیناً کسی گوشے میں ضرور محفوظ ہوگی کہ قبرستان پہنچنے کے بعد قبروں کو دیکھ کر ہمارے دل میں یہ خیال بھی آیا ہے کہ جتنے لوگ یہاں مدفون ہیں، ان میں سے کچھ یقیناً ہمارے عزیز بھی ہیں، کچھ ملنے جلنے والے اہل تعلق اور شناسا بھی ہیں، یہ سب دنیاوی زندگی کو چھوڑ کر مسافرت کی زندگی اختیار کرنے والے کسی وقت اور کسی زمانے میں ہمارے درمیان تھے، ہمارا ان سے رشتہ تھا، محبت تھی، عقیدت تھی، معاملات تھے، لین دین تھا، ملنا جلنا تھا، باتیں تھیں، گفتگو تھی، جب یہ زندہ تھے ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، چلتے پھرتے اور زندگی کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے، کسی سے کسی موڑ پر ملاقات ہوگئی، کسی سے کسی تقریب میں شرفِ نیاز حاصل ہوا اور کوئی سرِ راہ مل گیا۔ مگر آج یہ سب لوگ اس ویرانے کے مکیں ہیں، کبھی ان کا ٹھکانا ہماری جیتی جاگتی دنیا تھی، یہ قبریں ان لوگوں کی ہیں، جو امیر بھی تھے، متوسط حال بھی اور غریب بھی، صاحب مرتبہ بھی اور بے مرتبہ بھی، ان میں سے کچھ کا حکم چلتا تھا اور کچھ ان میں سے محکوم تھے۔ سب اس وقت تک زندہ رہے جب تک سانس چلتی رہی سانس کا سلسلہ ٹوٹا زندگی سے محروم ہو کر اپنے ہی بھائیوں کے کاندھے پر قبرستان پہنچے اور اپنوں ہی نے منوں مٹی کے نیچے دفنا دیا۔ اب یہ سب برابر ہیں، سب کی ایک حیثیت ہے نہ کوئی حاکم، نہ کوئی محکوم، نہ با مرتبہ، نہ بے مرتبہ، اگر کوئی فرق ہے تو وہ عمل کا فرق ہے دنیا میں جیسا عمل رہا ویسا ہی معاملہ یہاں ہوگا۔

ہمارے لیے یہ قبریں نشانِ عبرت ہیں، یہ ہمیں بتا رہی ہیں کہ ایک دن ہمیں بھی یہیں آنا ہے۔ دل کی دھڑکنیں بند ہوں گی، رگوں میں گردش کرتا خون تھمے گا، دماغ سو جائے گا، ہاتھ پاؤں کی حرکت بند ہو جائے گی، روح اپنا عارضی مسکن چھوڑ چکی ہوگی اور ہم مٹی کے ڈھیلے کی طرح پڑے ہوں گے، نہ ہماری کوئی قیمت اور نہ کوئی وقعت جو دوسروں کے ساتھ ہوا، وہی ہمارے ساتھ ہوگا، غسل، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور پھر قبرستان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سپردِ خاک۔ دفن کرنے والے "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى" کہتے ہوئے مٹی ڈالیں گے، فاتحہ پڑھیں گے اور پھر اپنی دنیا میں لوٹ جائیں گے۔ اب آپ ہیں، آپ کی تنہائیاں ہیں، گوشہ قبر ہے، قیامت تک یہی آپ کا مکان ہے اور یہی قیام گاہ۔ یہاں آپ کا نہ کوئی ساتھی ہے نہ غمخوار، نہ مونس اور نہ کوئی ہمدرد، اگر کوئی ساتھی ہے تو وہ آپ کے نیک اعمال ہیں۔ آپ کی نمازیں ہیں، آپ کے روزے ہیں، آپ کی زکوۃ ہے، آپ کا حج ہے، آپ کے معاملات ہیں، آپ کی خوش اخلاقی ہے، ذکر الٰہی ہے، پاک دامنی ہے، حق گوئی و راست بازی ہے اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی ہے۔ یہ سب کچھ ہے تو قبر آرام کی بہترین جگہ اور رحمت الٰہی کے نزول کا مستقر، جو لوگ اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں، ان کے لیے یہ قبریں عبرت کی نشانیاں ہیں۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ہمیں دیکھو اور خود کو سنوارو، سنبھلو اور نیکیاں اختیار کرو۔

تمہارے لیے ابھی موقع ہے تم ابھی زندہ ہو، عمل کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اپنی آخرت سنوار سکتے ہو، اپنی دنیا اچھی بنا سکتے ہو، سرکشی نہ کرو، نافرمانی کے مرتکب نہ ہو، احکام الٰہی پر کاربند رہو، اسوہ رسول کو زندگی سمجھو، دین ہی سب کچھ ہے، دنیا کچھ نہیں ہے، آخرت کے مسافروں کے لیے دنیا ایک قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہے اور قید خانے سے نکلنے کی تمنا ہر قیدی کے دل میں انگڑائیاں لیتی ہے۔ اس قید خانہ سے آزادی ملے گی اور یہاں سے رخصت ہو کر اس عالم کی طرف جانا ہوگا، جہاں سے پھر نئے عالموں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ بقول شاعر:

میاں زندگی کا اختتام کہاں ہوتا ہے
ایک اور راہ نکلتی ہے خاک تربت سے

کتنی خواہشیں تھیں ان مرنے والوں کی، کتنی آرزوئیں تھیں ان دنیا چھوڑنے والوں کی۔ سب کچھ یہیں رہ گیا، کوئی کچھ نہیں لے کر گیا، ہمارا بھی یہی معاملہ ہوگا۔ سمجھنا چاہیے کہ اللہ نے انسان کو اس دنیا میں سیر و تفریح کرنے انتشار برپا کرنے، ہنگامے اور فسادات اور جھگڑے پھیلانے کے لیے پیدا نہیں فرمایا، خواہشات نفسانی کی تکمیل، حرام کھانا، شراب جوا، سٹہ، ڈاکہ زنی، چوری، جھوٹ، فریب، دھوکا، دشنام طرازی، بہتان، اتہام، وغیرہ لگانے، شرک، کفر یا بت پرستی کے لیے پیدا نہیں فرمایا، یہ کائنات رب دو عالم کے اختیار اور قدرت کا مظہر ہے، اس میں غور کیجئے! اپنے رب کی کاریگری، صناعی اور قدرت کاملہ کے بے شمار نمونے دیکھئے، یہ چاند اور سورج، یہ آسمان اور زمین، یہ ستارے، یہ جنگل یہ بیابان، یہ دشت و صحرا، یہ پہاڑ یہ سمندر، یہ دریا، اس کائنات کی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز اللہ رب العزت کی ربوبیت کو بیان کر رہی ہے۔ وہ بتا رہی ہے کہ اللہ اکیلا ہے اور وہی سزاوارِ عبادت اور معبود حقیقی ہے، اس کی حاکمیت، اس کے اقتدار اور اس کی حکمرانی کے لیے کوئی چیلنج نہیں جو بھی مدعی ہے وہ پچھلے مدعیان کی تباہی و بربادی سے سبق حاصل کرے ان میں کچھ دریا بُرد ہو گئے، کچھ کو زمین نے نگل لیا غرض سب کا وجود مٹ گیا۔ ان میں سے بہت سے تو وہ ہیں جن کی کوئی علامت بھی باقی نہیں رہی، یہ قبریں ہمیں بتا رہی ہیں کہ دنیا فنا ہونے کے لیے ہے، اور فنا ہونے والے کے پیچھے اپنی طاقت و قوت صرف کرنا عقل و فہم سے دور کی بات ہے۔ صاحب فہم اور صاحب دانش ختم ہونے والی کسی چیز پر اپنا سرمایہ نہیں لگاتا۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ سرمایہ وہاں لگائے جس میں دوام ہو اور ترقی ہو۔ ترقی تو دنیاوی زندگی گذرنے کے بعد ہے کہ ہم اس سے ایک اور بہتر عالم میں اور ہمیشہ رہنے والے عالم میں اپنا ٹھکانا بنائیں، وہ ٹھکانا جنت ہے۔ جنت کے حصول کی جو شرائط ہیں ان کی تکمیل ہر انسان کے لیے لازمی ہے۔ ہمیں اپنی دولت، اپنی قوت، اپنا زور اس عالم کو سنوارنے میں صرف کرنا اور لگانا چاہیے جو ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا۔

بہار میں اردو کی تعلیم کے لئے بیداری مہم!

ڈاکٹر مشتاق احمد

بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ گذشتہ چار دہائی پہلے حاصل ہوا تھا اور یہ ملک کی پہلی ریاست تھی، جہاں سرکاری دفاتر میں اردو کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے سرکاری عملے کی بحالی کی تھی، لیکن تلخ سچائی یہ ہے کہ کچھ اردو والوں کی غفلت سے سرکاری مراعات کے باوجود اردو آج حاشیے پر ہے، سرکاری دفاتر میں شاذ و نادر ہی اردو میں درخواستیں دی جاتی ہیں اور دیگر محکموں میں بھی اردو کا استعمال خال خال ہی نظر آتا ہے، ظاہر ہے کہ جب اردو زبان کے جاننے والوں نے ہی اسے نظر انداز کیا ہے پھر کسی حکومت اور سرکاری آفیسروں کو موردِ الزام ٹھہرانا بھی تو ناانصافی ہوگی، یہ اور بات ہے کہ اردو کو سیاسی حربے کے طور استعمال کیا جاتا رہا ہے اور انتخابی موسم میں اردو کے ساتھ حکومت کی حق تلفی کو سیاسی موضوع بھی بنایا جاتا رہا ہے، مگر نتیجہ ڈھاک کے تین پات ہی ثابت ہوتا رہا ہے، بلکہ اب تو اردو کے نام پر سیاست کی روٹی سینکنے والے بھی اس سے اپنا دامن بچانے لگے ہیں کہ فرقہ پرستوں نے اردو کو بھی اپنے سیاسی مفاد کا حصہ بنا لیا ہے۔

بہر کف! امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ، جو ایک مذہبی اور سماجی ادارہ ہے اور اس ادارہ کی قومی و ملّی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے کہ یہ مسلم معاشرے کی شرعی شناخت کے استحکام کے لئے ہمیشہ فعال رہا ہے، جب کبھی مسلمانوں کے لئے مشکل وقت آیا ہے تو امارت شرعیہ سے وابستہ اکابر اور اراکین نے قائدانہ کردار ادا کیا ہے، بالخصوص مذہبی رواداری اور قومی سلامتی کے لئے اس ادارہ نے جو کارنامے انجام دئے ہیں وہ ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہے، حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ، حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اور موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے امارت کو بین الاقوامی شناخت دلانے میں اہم رول ادا کیا ہے، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دور حاضر کے ایک جید عالم دین اور دانشور ہیں، انہوں نے دو دہائی پہلے ریاست میں تعلیمی بیداری مہم کا آغاز کیا تھا، خصوصی طور پر میڈیکل اور انجینئرنگ میں داخلہ کے خواہاں طلباء کے لئے کوچنگ کا اہتمام کیا جس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی سامنے آیا کہ ہزاروں غریب اور نادار خاندان کے مسلم طلباء میڈیکل اور انجینئرنگ میں داخلہ لے کر قوم کی شناخت کو استحکام بخش رہے ہیں اور قومی خدمات انجام دے رہے ہیں، رحمانی 30 کی بدولت مسلم معاشرے میں تعلیم کے تئیں ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا ہوا ہے اور اب رحمانی 30 قومی سطح پر فعال ہے، ان دنوں حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی قیادت میں ریاست گیر سطح پر اردو کے فروغ اور تحفظ شریعت کے لئے خصوصی مہم چلائی جا رہی ہے، اس مہم کا مقصد لوگوں کو اردو کے سرکاری استعمال کے تئیں بیدار ہونے کے ساتھ ساتھ اردو رسم الخط کو زندہ رکھنے کی سبیل پیدا کرنے کے لئے ذہن سازی کی جا رہی ہے، ساتھ ہی ساتھ اصلاح پر زور دیا جا رہا ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہ مہم پہلی بار چلائی جا رہی ہے، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی قیادت میں دو سال قبل بھی معاشرتی اصلاح کے لئے بیداری مہم چلائی گئی تھی اور ضلعی اجلاس میں حضرت خود بھی شامل ہوتے تھے، ظاہر ہے کہ اس طرح کے اصلاحی اور بیداری اجلاس کی اپنی اہمیت ہے اور اس کے نتائج بھی مثبت نکلتے ہیں، اس بار اردو کے فروغ پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے کہ اردو تعلیم کو عام کیا جائے، اردو رسم الخط کے استعمال کو فوقیت دی جائے اور سرکاری دفاتر میں بھی اردو کے چلن کو عام کیا جائے، واقعی اگر ایسا ہوتا ہے تو اردو کے لئے ریاست بہار میں ایک نئی فضا قائم ہوگی؛ کیوں کہ اس وقت اردو کے تئیں جس طرح اردو آبادی نے سرد مہری اختیار کر رکھی ہے اس سے اردو کو بہت نقصان ہو رہا ہے، کسی بھی زبان کی ترقی کا ضامن اس کی تعلیم ہوتی ہے، کل تک جن گھرانوں میں اردو نہ صرف بول چال کی زبان تھی بلکہ ذریعہ تعلیم بھی تھی وہاں سے اردو ناپید ہو گئی ہے، سچائی تو یہ ہے کہ دینی مدارس کی وجہ سے اردو رسم الخط کو نئی زندگی مل رہی ہے، ورنہ سرکاری اسکولوں میں اردو کی تعلیم کا کیا حال ہے وہ جگ ظاہر ہے، حکومت اپنا فریضہ انجام دے کر مطمئن ہو جاتی ہے کہ وہ اسکولوں میں اردو اساتذہ کی بحالی کر دیتی ہے اور جب سے معاہدہ پر اساتذہ کی بحالی ہونے لگی ہے تو بیشتر اسکولوں میں اردو کے اساتذہ کی تقرری بھی ہوئی ہے لیکن طلباء ندارد ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ اردو کی پوسٹ پر بحال ہونے والے اساتذہ دیگر مضامین پڑھانے پر مجبور ہیں، رہی سہی کسر نجی اسکولوں نے نکال دی ہے کہ نجی اسکولوں میں اردو گھرانے کے بچے بھی اردو سے دامن چھڑا چکے ہیں، اس حقیقت سے ہم سب آگاہ ہیں کہ کسی بھی زبان کا فروغ صرف اور صرف سرکاری مراعات سے ممکن نہیں ہے بلکہ اس زبان کے جاننے والے پر منحصر ہے کہ وہ اپنی زبان کو زندہ رکھنے کے لئے کس حد تک مخلص اور بیدار ہیں، تقسیم ہند کے بعد اردو زبان ذہنی تعصب و تحفظ کی بھی شکار رہی ہے کہ اس خالص ہندوستانی زبان کو ایک خاص طبقے سے منسوب کیا جانے لگا اور اب تو اس زبان پر سیاست بھی ہونے لگی ہے، اس سے اردو کو بہت خسارہ ہوا ہے، جانے انجانے اردو والے بھی اردو کو سیاست کا حصہ بناتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اردو کے تئیں ذہنی تعصّبات رکھنے والوں کو موقع بھی ملتا رہا ہے، اگرچہ اردو ہندوستان کی مٹی سے پیدا ہونے والی زبان ہے اور اس کا تعلق دور دور تک مذہب اسلام سے نہیں رہا ہے کہ یہ زبان اسلامی ممالک کی دین نہیں ہے، بلکہ ہندستانی تہذیب کی پیداوار ہے، مگر ایک سچائی ہے کہ اب یہ زبان مسلمانوں کی زبان بن کر رہ گئی ہے اس لئے مسلمان بھی اردو کو "ہماری زبان" نہ کہہ کر "میری زبان" کہنے لگے ہیں، ورنہ تقسیم ہند سے پہلے یہ زبان "ہماری زبان" کا درجہ رکھتی تھی اور یہ ملک اردو کو ہندستانی تہذیب کی وراثت تسلیم کرتا تھا، مگر اس کا دائرہ محدود ہو چکا ہے لہذا ایک خاص طبقہ اسے زندہ رکھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، میری نظر میں امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ کی اردو کے فروغ کے تئیں یہ بیداری مہم مردہ جسم میں روح پھونکنے کا کام کرے گی، بس شرط یہ ہے کہ جس خلوص نیتی سے ادارہ نے اس مہم کا آغاز کیا ہے اسی خلوص کے ساتھ اردو آبادی اس مہم کا حصہ بنیں اور اردو کو زندہ رکھنے کے لئے ذہنی اور عملی طور پر تیار بھی ہوں کہ جب تک اردو رسم الخط کی تعلیم یقینی نہیں ہوگی، اردو کے زندہ رہنے کی صورت غیر یقینی بنی رہے گی، دنیا کے تمام ماہر لسانیات کا متفقہ موقف ہے کہ کسی زبان کا فروغ اسی وقت ممکن ہے کہ وہ زبان ہماری تحریر و تقریر کا حصہ بنے اور معاشرتی شناخت بن جائے، ظاہر ہے کہ اگر اردو تعلیم عام نہیں ہوگی تو پھر اردو کے فروغ کا راستہ کیسے ہموار ہوگا، اس لئے اگر اردو آبادی اپنی تہذیبی وراثت کو محفوظ اور زندہ رکھنا چاہتی ہے تو اردو رسم الخط کو اپنائیں اور اپنے بچوں کو اردو کی تعلیم سے آشنا کرائیں کہ کل یہی نسل اس زبان کی محافظ بن سکتی ہے، اگر عملی کوشش نہیں ہوگی تو اس میں حصہ لینے والوں کے ساتھ ہی اردو بھی رخصت ہو جائے گی۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ کا تبلیغی نظام

پروفیسر ڈاکٹر سید فضل اللہ قادری

ایک مشرقی گھرانا ہے، رات کے وقت ایک عالم صورت شخص اپنے بستر پر درد اور فکر سے کروٹیں بدل رہا ہے، اہلیہ دیکھ کر پوچھتی ہیں، آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی؟ جواب ملتا ہے: کیا بتاؤں اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جائے، جس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے تو جاگنے والا ایک نہ رہے، دو ہو جائیں۔

یہ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، مولانا کی ساری زندگی اسی دینی تڑپ کا نمونہ تھی۔ آپ پر خدمت دین کی دُھن اس قدر طاری تھی کہ اکثر زبان سے نکل جاتا، میرے اللہ میں کیا کروں کچھ ہوتا نہیں، مولانا مرحوم کی اس بے پناہ تڑپ اور اخلاص کا نتیجہ وہ عظیم الشان تحریک ہے، جس کو دنیا تبلیغی جماعت کے نام سے جانتی ہے۔ آج اس جماعت کا دائرہ عمل ساری دنیا میں پھیل چکا ہے، یہ مولانا کی مخلص فکر کا ثمرہ اور اسی اللہ کے بندے کی مخلصانہ آغاز کا شاندار انجام ہے، جو میوات اور دہلی کے درمیان نظام الدین بنگلہ والی مسجد کے ویرانہ میں اسلام کی خدمت کے لئے آ بسا تھا، وہ ایک دبلا پتلا کمزور انساں، زبان میں ہکلاہٹ تھی، قلم پر اسے کوئی قدرت حاصل نہیں تھی؛ لیکن صاحب علم و عمل شخصیت تھی؛ اس کے سینہ میں ایک آگ جل رہی تھی، دین کی خدمت کی آگ، یہ آگ بھڑکی اور بھڑک کر ایسا شعلہ بن گئی، جس سے نہ صرف ہندوستان؛ بلکہ بیرونی مسلم ممالک اور یورپ تک آج روشن ہو رہا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی یا مسلم ورلڈ لیگ [مکہ] جس کا ترجمان اسی نام سے عربی اور انگریزی میں یکجا طور پر شائع ہوتا ہے، اس کے جولائی ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں جاپان کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ نومسلم الحاج عمر میتا کا مضمون شائع ہوا ہے، جس کا عنوان ہے، My Islam، وہ جاپانی مسلمانوں کی انجمن کے صدر رہ چکے ہیں اور اس وقت رابطۃ العالم الاسلامی کے تحت مکہ میں قرآن مجید کا جاپانی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مضمون میں اعتراف کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کے بیرونی ملکوں کے دورے سے انہیں بہت فائدہ پہنچا، اسی طرح کی سینکڑوں مثالیں ایشیا، یورپ، کے مختلف ممالک سے پیش کی جاسکتی ہیں۔ ایک خواب جو مسجد نبوی میں حالت اعتکاف کا خواب تھا اور حضور اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خواب؛ جس میں کہا گیا کہ اے الیاس واپس جا تجھ سے کام لیا جائیگا۔ اس دور میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ مولانا قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں موجود تھے، جن سے آپ نے خواب کا ذکر کیا اور بتلایا کہ مجھے خواب میں دیکھایا گیا کہ ہندوستان واپس جا، وہاں تجھ سے کام لیا جائیگا، حالانکہ میں حجاز مقدس میں قیام کی نیت سے آیا ہوں اور اپنے غائبانہ کا سارا انتظام کر کے آیا ہوں، آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں، مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گھبراؤ مت، تمہیں کچھ کرنا نہیں ہے، کام لینے والا تجھ سے کام لے لے گا، تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس تاویل کو سن کر مولانا مطمئن ہو گے، ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں واقعی کچھ نہیں کر سکتا، البتہ جس کو مجھ سے دین کی خدمت لینا ہے، وہ خود ہی لے لے گا، چناں چہ مولانا ہندوستان واپس آ گے اور پھر نظم وضبط کے ساتھ تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت کیا تھی؛ اس کو ایک لفظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ امت مسلمہ کو خدا کی طرف بلا رہے تھے، آپ کی پکار یہ تھی کہ خدا کو پکڑو، اسی پر بھروسہ کرو، ہر معاملہ کا رخ اسی کی طرف کر دو، آپ چاہتے تھے کہ اپنے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو دین کے لیے یکسو کر دیں، ایک صاحب کو خط میں لکھتے ہیں: میرے دل کی تمنا ہے کہ میرا دماغ اور خیال اور وقت وقوت اس امر کے سوا ہر چیز سے فارغ رہے، آپ چاہتے تھے کہ لوگوں میں دین کے لیے قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہو، چناں چہ جماعتوں کو دور دور بھیجنے کا جو پروگرام آپ نے چلایا، اس کی ایک خاص مصلحت یہ بھی تھی، آپ کا یقین تھا کہ مسلمانوں میں اگر دین کی خاطر دنیوی قربانی کا جذبہ پیدا ہو جائے تو دنیا ان کے قدموں کے نیچے آ جائے گی۔

کسی کام کے ساتھ دین کے سوا کوئی اور نسبت اور محرک آپ کو گوارہ نہ تھا، اسی بنا پر آپ کو سرکاری یونیورسٹیوں کے مشرقی امتحانات سے سخت کوفت ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ اس سے نسبت بدل جاتی ہے، یعنی علم دین کا تعلق اللہ کے بجائے دنیا و مادیت سے قائم ہو جاتا ہے، برکت ونورانیت ختم ہو جاتی ہے۔ میوات میں مولانا کے ایک شاگرد خاص میاں جی عبداللہ سے ایک بزرگ نے پوچھا کہ اپنا کوئی واقعہ بتائے انھوں نے کہا کہ مولانا نے مجھ کو چند آدمیوں کیساتھ ایک مرتبہ مرادآباد کے تبلیغی دورہ پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ جب کوئی ضرورت اٹکے تو بستی کے باہر جا کر تنہائی میں خدا سے دعا مانگنا، وہ مرآداباد گئے اور وہاں مغرب کی نماز پڑھی، نماز کے بعد اعلان کیا کہ لوگ ٹھہر جائیں، کچھ دین کی باتیں بتائی جائیں گی؛ مگر کوئی نہ ٹھہرا، اسی طرح دو دن گزر گئے، تیسرے دن وہ مولانا کی ہدایت کے مطابق بستی کے باہر نکل گئے اور دن بھر سب لوگ نماز پڑھتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ شام کو پھر اسی مسجد میں جمع ہوئے اور مغرب کی نماز کے بعد وہی اعلان کیا، یہ وہی مسجد تھی جہاں دو دن تک کوئی ایک شخص بھی ان کے اعلان پر نہیں رکا تھا؛ مگر تیسرے دن کیا ہوا، اس کو انہیں کی زبان میں سنئے، انہوں نے پوچھنے والے بزرگ سے اپنی زبان میں کہا، جیسے دھرتی نے سب کو پکڑ لیا، ایک بھی نہ اٹھا، حضرت جی، یہ کام تو بس یوں ہی چلے گا۔ یہ مولانا محمد الیاس صاحب کی دعوت کا مغز تھا، ان کا کہنا تھا، بس خدا سے مانگو؛ کیوں کہ اسی سے سب کچھ ملے گا۔ یہی وہ چیز تھی جس کو قوم تک پہنچانے کے لیے مولانا ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

(۱) ایک خط میں لکھتے ہیں: ’’طبیعت میں سوائے تبلیغی درد اور سب خیریت ہے‘‘۔

(۲) ایک کارکن کو جو ایک جماعت لے کر آنے والے تھے، لکھتے ہیں: ’’جمنا کے کنارے کنارے جو مبلغین کی جماعت آوے گی، اس کا مجھے ایسا ہی انتظار ہے جیسے عید کے چاند کا ہوتا ہے، بہت اہتمام کے ساتھ جماعت کو لاؤ‘‘۔

(۳) ایک صاحب کی بیماری کے متعلق فرمایا: ’’ایسے زمانہ میں کہ روٹیوں کے واسطے جانیں جا رہی ہوں، دین کی کوشش میں بخار آ جانا کچھ بڑی بات نہیں‘‘۔

(۴) ایک صاحب کو لکھتے ہیں، کاش کوئی ایسا وقت آ جائے کہ قوم کے لاکھوں آدمی باہر گئے ہوں، قوم کے لاکھوں آدمیوں کا باہر پھرتے رہنا، جزو زندگی بنا دیا جائے۔

مولانا کی تحریک کے بارے میں ایک غلط فہمی یہ ہے کہ وہ محض کلمہ اور نماز کی تحریک ہے، حالانکہ وہ دراصل صحیح دینی جذبہ پیدا کرنے کی تحریک ہے، اپنے ایک عزیز جناب ظہیر الحسن ایم، اے، علیگ سے ایک مرتبہ فرمایا: ’’ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے۔‘‘ ایک روز انہیں صاحب سے بڑی حسرت کے ساتھ فرمایا: ’’میاں ظہیر الحسن! ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔‘‘

ان اقتباسات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا کے مدنظر کوئی محدود مقصد نہیں تھا، بلکہ ایک وسیع تحریک تھی، تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ یہ صرف تحریک صلوٰۃ ہی ہے تو دین کی بنیادی اساس میں کلمہ توحید کے بعد صلوٰۃ کا ہی ذکر آتا ہے، روز محشر اولین پرشش نماز کی ہی تو ہوگی؛ ہاں دین کی دیگر بنیادوں واساسی امور پر بھی توجہ دی جاتی ہے، یہ بات بالکل غلط ہے کہ روزہ، زکوۃ، حج، اصلاح معاشرہ، ودیگر اسلامی شعار کی باتیں تحریک کا جزو نہیں ہیں۔ مولانا عبدالحیؒ کی اس تقریر سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

موصوف تبلیغی دورے پر مشرقی افریقہ گئے تھے، وہاں انہوں نے ایک تقریر کی، جس میں انہوں نے کہا: اسلام ایک دستور زندگی ہے؛ اس لیے ہر وہ شخص جو اسلام کا دعوی کرتا ہے، اس پر فرض ہے کہ وہ اس کو دستور حیات کی حیثیت سے اختیار بھی کرے، اس طرح اسلام کا مقصد پورا ہوگا اور جب تک ہمارا اسلام صرف زبانوں پر ہوگا اور ہماری زندگی کو اس سے کوئی علاقہ نہ ہوگا، ہمیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، آج بد قسمتی سے ہم نے اسلام کو اپنی قومیت کا ایک عنوان تو قرار دیا ہے؛ لیکن ہماری زندگی کے کسی باب کو اس عنوان سے کوئی وابستگی نہیں، اس وقت ضرورت ہے کہ ہماری زندگی کے تمام رخ اسلام اور صرف اسلام سے قربت کے ساتھ وابستہ ہو جائیں کہ عنوان اور مضمون میں کوئی بے گانگی نظر نہ آئے۔ (تبلیغی دورے، ص: ۱۳۸)

دوسرے یہ کہ اس تحریک نے مسجدوں کو نمازیوں سے بھرنے کی جدوجہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے اور یہ بہت اہم خدمت ہے، جو اس تحریک کے حوالے سے درج کی جا رہی ہے اور مورخ شہ سرخیوں میں اس کا بہت اہتمام کے ساتھ تذکرہ کرے گا۔ اسی طرح دیگر تحریکیں بھی اپنے منشور کے پس منظر میں ملک وبیرون ملک دین کی خدمت کے لیے سرگرم ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ سب ایک نظم کے ماتحت ہو کر کام کرتیں، آج ملت اسلامیہ کو اس کی سخت ضرورت ہے، اسلام دشمن طاقتیں تو متحد ہو کر اپنے مشن کو پورا کرنے میں مصروف عمل ہیں، جنہیں اخوت، محبت، اخلاص واتحاد کا درس دیا گیا تھا آج وہ تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر گئے ہیں، ایک پوپ ہے جو ویٹیکن سٹی میں بیٹھا ہوا ساری مسیحی دنیا پر حکومت کرتا نظر آتا ہے، اسلام نے اجتماعیت کی تعلیم دی تھی؛ مگر آج اسلام کو اجتماعیت اور مرکزیت عملاً حاصل نہیں، ہمارے تمامی اسلامی ممالک آپس میں ہی دست گریبان ہیں اور شیرازہ بکھرتا ہوا نظر آ رہا ہے، دشمن دوست اپنی شرطوں پر بن رہے ہیں۔ حالانکہ وقت کا شدید تقاضہ تھا کہ اسلام کے مختلف حلقوں میں جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ ایک مرکز کے تحت متحد ہو جائیں تو ان کی قوت ہزار گنا بڑھ جائے۔

میں اپنی گفتگو کو یہی پر ختم کرتا ہوں کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسے زمانہ مین پیدا ہوئے ہیں، جب کہ ہمارے قریب اتنی بڑی تحریک تبلیغی جماعت اور دیگر تحریکیں سرگرم عمل ہیں، میں معترف ہوں کہ ہمارے بزرگوں نے اپنے حصہ کا کام اپنے حصہ سے زیادہ کر دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نوجوان دین کی خدمت اور معاشرہ میں دینی حمیت پیدا کرنے میں اپنا حصہ کس قدر ادا کرتے ہیں۔ ’’عہدِ کرونا‘‘ میں جو ناشائستہ، جاہلانہ، متعصّبانہ الزامات اس جماعت پر لگے، وہ ملک وملت کی شرمساری کا سبب بنے۔ کورٹ نے بھی تسلیم کیا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ’’کرونا‘‘ کے پھیلانے میں تبلیغی جماعت کا ہاتھ ہے، اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے کاذبوں کے چہروں کو سیاہی کی پرتوں میں چھپا دیا۔

اولاد کی اصلاح

میں جب بھی کسی سلجھے ہوئے خوش حال نوجوان کو دیکھتا ہوں تو یقین ہو جاتا ہے کہ ضرور اس کا باپ صالح اور نیک آدمی ہوگا۔ فرمان الٰہی ”وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا“ کی صداقت نظر آنے لگتی ہے۔ باپ اگر نیک ہو تو اس کا فائدہ دنیا ہی میں اس کی اولاد کو ہونے لگتا ہے۔ ڈاکٹر نبیل عوضہ کہتے ہیں کہ ’’مجھے جب نوافل کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی ہونے لگتی ہے تو مجھے میرے بیٹے اور دنیا کی پریشانیاں یاد آتی ہیں کہ کہیں نوافل کی ادائیگی میں میری سستی اور کاہلی میری اولاد کی پریشانیوں کا سبب نہ بن جائے‘‘۔

اپنی اولاد کو خوش حال زندگی اور دنیا کی پریشانیوں سے نجات دلانے کا ایک اہم ذریعہ ہماری صالحیت اور نیک بختی ہے۔ ہر شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک اور فرماں بردار ہو، لیکن صرف خواہش سے کچھ نہیں ہوتا اس کے لئے خود بھی نیک اور صالح بننے کی ضرورت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب رات میں نوافل ادا کر رہے ہوتے تو سامنے اپنے چھوٹے بچے کو سویا ہوا دیکھ کر کہا کرتے تھے "من اجلک یا بنی،، یہ تیرے روشن مستقبل کے لئے ہے اور روتے ہوئے ”وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا“ کی تلاوت کرتے۔ حضرت سعید بن المسیّب کا بھی یہی حال تھا فرماتے: ’’انی لأصلی فأذکر ولدی فأزید فی صلاتی ‘‘ (نماز پڑھتے ہوئے جب مجھے اپنے بچے یاد آتے ہیں تو نماز لمبی کر دیتا ہوں) سورہ کہف میں مذکور واقعے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے کہ باپ اگر نیک ہو تو اس کا فائدہ اس کی اولاد کو بھی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نبیل عوضہ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست کویت میں ایک حکومتی ادارے میں اچھے منصب پر فائز ہے، وہ روزانہ چند گھنٹے فلاحی کاموں میں لگاتا ہے۔ میں نے کہا کہ تم اپنے کام میں زیادہ دلچسپی لو تو شاید تمہارا منصب اور مقام اور زیادہ ہو جائے گا۔ کہنے لگا: ’’تم جانتے ہو کہ میں چھ بچوں کا باپ ہوں، جن میں سے اکثریت میرے بیٹوں کی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائیں۔ جب سے میں نے ’’كَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ‘‘ کی تفسیر پڑھی ہے اپنی زندگی کا ایک حصہ فلاحی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے اور میں اس کے بہترین اثرات اپنے بیٹوں میں دیکھ رہا ہوں۔‘‘ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد نیک صالح اور آپ کی فرماں بردار ہو؟ تو پھر اپنے آپ کو صالح اور نیک بنائیے اور اپنی زندگی کا ایک حصہ فلاحی کاموں میں لگائیے؛ اس لئے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ’’اللہ بھی اس بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔‘‘ **(المرسل: مولانا محمد اسعد المظاہری)**

وشو گرو کی پریشانی

ملند مرو گکر (انڈین ایکسپریس ۲۴ فروری ۲۰۲۱)
ترجمہ: محمد عادل فریدی

آر ایس ایس اور بی جے پی کی قوم پرستی (نیشنلزم) صرف مغرب کی تعریف کی خواہاں ہے، لیکن تنقید ہضم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ قوم پرستی یا نیشنلزم وہ جذبہ ہے، جس کی بنیاد پر بیرونی حملوں یا اندرونی خطرات سے دو چار کسی ملک کو متحد کیا جا تا ہے۔لیکن اس کے برخلاف آر ایس ایس اور بی جے پی جس طرح کی قوم پرستی اور نیشنلزم پر یقین رکھتے ہیں، اس کی بنیاد پر وہ ملک کے لوگوں میں سے ہی کئی طرح کے دشمن پیدا کرتے ہیں اور پھر ان سے لڑتے ہیں۔نوجوان سماجی کارکنوں کے خلاف بغاوت کا الزام لگانے کے ہتھکنڈے، ان کے اندر گہرائی تک بیٹھے ہوئے عدم تحفظ کے احساس اور بے چینی کو ظاہر کرتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ کسانوں کے احتجاج پر عالمی تاثرات اور تبصروں کے خلاف حد سے زیادہ ردعمل ظاہر کرنا ''غیر ملکی خطرے'' کے خلاف ہندوستانیوں کو ''یکجا'' کرنے کی کوشش ہے، لیکن اس بے چینی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آر ایس ایس اور بی جے پی کو اپنے ''وشو گرو'' ہونے کے خیالی تصور پر بھی خطرہ منڈلاتا ہوا دکھائی دے رہا ہے، جس کا نقصان ہندو قوم پرستی کو اٹھانا پڑ سکتا ہے۔

بی جے پی-آر ایس ایس برانڈ نیشنلزم میں عالمی رائے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، کیوں کہ ان کے خیال کے مطابق عالمی طور پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ہندو تہذیب، جو کئی ہزار سال پرانی ہے؛ ثقافت، روحانیت، سائنس، طب، ادب سمیت تمام علوم وفنون کے میدان میں بہت ہی اعلیٰ مقام پر فائز تھی، بارہویں صدی سے لے کر بیسویں صدی تک کے ایک مختصر ''ناقابل ذکر مدت'' کو چھوڑ کر جس درمیان غیر ہندو ''غیر ملکی حملہ آوروں'' نے اس تہذیب کو ختم کر دیا تھا۔لیکن عالمی رائے کو اسی وقت اہمیت دی جاتی ہے، جب وہ ہندو تہذیب کی حمایت میں ہوتی ہیں، اگر تنقید کی جاتی ہے تو پھر ان کو یہ رائیں ہضم نہیں ہوتیں۔اس کا فطری نتیجہ یہ ہے کہ باہری دنیا سے کچھ سیکھنے کے بجائے ان کی ساری توجہ صرف اس مفروضے پر ہے کہ قدیم زمانے میں بھارت ''وشو گرو'' تھا اور مستقبل میں پھر بھارت کو وہی درجہ حاصل ہونے والا ہے، نہیں بلکہ وشو گرو کا درجہ پھر سے حاصل ہو چکا ہے۔وہ چاہتے ہیں کہ دنیا بس ان کے اسی مفروضے کی حمایت کرتی رہے اور اسے وشو گرو تسلیم کر لے۔اب ایسے میں کہیں سے تنقید یا منفی تبصرہ آتا ہے تو ان کی بے چینی بڑھ جاتی ہے اور ان کا نیشنلزم خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

لیکن بھارت کے ''وشو گرو'' (استاذ عالَم) ہونے کا یہ بنیادی مفروضہ ان کے اندر خود اعتمادی اور خود انحصاری پیدا کرنے کے بجائے اجتماعی اضطراب اور بے چینی کا سبب بنتا ہے، جب ان کو اس تلخ حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان حقیقت میں مادی خوشحالی، سائنسی ترقی، ٹیکنالوجی، یہاں تک کہ سماجی علوم کے معاملے میں مغربی دنیا سے کئی نسل پیچھے ہے۔

اس تلخ حقیقت کے سبب ان کے اندر ایک جھنجھلاہٹ کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے، ہندوستان کی عظمت کے تعلق سے غیر ملکی سند اور اس کی تعریف میں کیے جانے والے مثبت تبصروں کے تئیں ان کے اندر مجنونانہ محبت پیدا ہو جاتی ہے، اور ان کو وہ وشو گرو کا سرٹیفکٹ سمجھتے ہیں، لیکن ان کے کان ہندوستان کی کمزوری کے بارے میں کوئی عالمی رائے یا کوئی منفی تبصرہ سننے کے قطعی روادار نہیں ہیں۔یہی نہیں بلکہ اپنی طرف سے بھی فرضی سرٹیفکٹس تیار کرتے رہتے ہیں تاکہ اپنے ہی ملک کے لوگوں کو یہ باور کرا سکیں کہ پوری دنیا انہیں وشو گرو تسلیم کر رہی ہے۔

چنانچہ ان کی وہاٹس ایپ یونیورسٹی اس طرح کے فرضی سرٹیفکٹوں سے بھری پڑی ہیں؛ مثال کے طور پر ''یونیسیف نے نریندر مودی کو دنیا کا سب سے بہتر وزیر اعظم قرار دیا ہے'' یا ''یونیسکو نے جن گن من کو دنیا کا سب سے بہترین ترانہ قرار دیا ہے'' وہاٹس ایپ پر وقتاً فوقتاً آپ کو ایسے فرضی اسناد گھومتے ہوئے مل جائیں گے۔لیکن اس کے برخلاف اگر کوئی ذرا سی تنقید کر دے تو یہ آپا کھو بیٹھتے ہیں، ابھی حال ہی میں ایک پاپ اسٹار (ریحانہ) کی جانب سے ایک چھوٹا سا ٹویٹ ہی ہندوستانی وزارت خارجہ اور دوسری وزارتوں کو حرکت میں لانے کے لئے کافی تھا۔

متعدد قومی شخصیات (نیشنل سیلیبریٹیز) کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس طرح کے ٹوئیٹ کریں کہ ''ہندوستان اس غیر ملکی حملے کے خلاف متحد کھڑا ہے۔'' حالانکہ ریحانہ نے صرف دہلی کی سرحدوں پر انٹرنیٹ کی پابندی کی طرف توجہ مبذول کروائی تھی۔اس ٹوئیٹ کا کوئی مسکت جواب دینے یا اس کو نظر انداز کرنے کے بجائے امیت شاہ نے اس کے ٹوئٹ کو ہندوستان کے اندرونی معاملات پر غیر ملکی حملہ کے طور پر پیش کیا۔حالانکہ اس ٹوئیٹ کو بہت اچھے طریقہ سے نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔لیکن عالمی رائے کے تئیں جنونی تشویش ان مشہور شخصیات خاص طور پر ریحانہ جیسی انٹرنیشنل سلیبرٹی سے کیسے لاتعلق رکھ سکتی تھی، جس کے لاکھوں فولورز ہیں اور جو بڑے پیمانے پر عوام پر اثر انداز ہونے کا ہنر جانتی ہیں۔اس طرح ان ٹوئیٹس کو ملک کے گھریلو معاملات میں غیر ملکی مداخلت قرار دینے کے لئے نیشنلزم کی دہائی دینا نہ صرف ناگزیر تھا بلکہ خیالی ''وشو گرو'' کے تصور کو بچانے کے لئے بھی ضروری تھا۔

اپنے معاملات میں غیر ملکی تنقید پر اعتراض کرنا لیکن خود دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرنا یہاں تک کہ ایک ملک کے صدارتی امیدوار (ڈونالنڈ ٹرمپ) کے لیے انتخابی تشہیر کرنا اور اس کے لیے ووٹ کی اپیل کرنا یہ اسی فرضی وشو گرو کا جنون ہے۔ایک سوپر پاور ملک، جس کے شہری اپنے ہندوستانی ہم منصبوں سے ۳۳ گنا زیادہ کماتے ہیں، کے صدارتی امیدوار کے لیے ہندوستان کا وزیر اعظم پرچار کرے، یہ تو ایک زبردست چاپلوسی والا لمحہ رہا ہوگا، جہاں آپ کے ''وشو گرو'' کے مفروضے کی قلعی کھل گئی ہوگی۔کیا ہمارے وزیر اعظم کو اس نتیجہ کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ نتیجہ جو بائیڈن کی کامیابی اور ڈونالڈ ٹرمپ کی شکست کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے؟ ان کا نعرہ ''اگلی بار ٹرمپ سرکار'' ان کے وشو گرو برانڈ نیشنلزم میں پر ایک بدنما داغ ہے۔

دوسری طرف ہم گاندھی نہرو اور پٹیل کے نیشنلزم کی بات کریں تو اس کو نہ صرف نو آبادیاتی برطانوی حکمرانی سے برسرِ پیکار ہونا تھا بلکہ اس سے آزادی بھی حاصل کرنی تھی۔اسی کے ساتھ ان کی قوم پرستی کے نظریہ نے آزادانہ طور پر اس حقیقت کو بھی تسلیم کیا کہ انگریزوں کے ساتھ ہندوستان کے مقابلے نے ہندوستانیوں کو روشن خیالی، انسانی وقار اور آزادی کی جدید اقدار سے بھی روشناس کرایا تھا۔

لہٰذا تحریک آزادی کی ہمدرد اور جامع قوم پرستی کو وشو گورو بننے کی کوئی خواہش نہیں تھی۔ بلکہ اس وقت حقیقی طور پر مذہب وعقیدے سے بالاتر ہو کر تمام ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان کو بہتر بنانے پر توجہ دی جا رہی تھی۔

> **تحریک آزادی کی ہمدرد اور جامع قوم پرستی کو وشو گورو بننے کی کوئی خواہش نہیں تھی۔ بلکہ اس وقت حقیقی طور پر مذہب و عقیدے سے بالاتر ہوکر تمام ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان کو بہتر بنانے پر توجہ دی جا رہی تھی۔**

عدالتوں کی مصیبت

گذشتہ دنوں آئی انڈین جسٹس رپورٹ ہمیں موجودہ عدالتی نظام کے ان بنیادی مشکلات سے روبرو کراتی ہے، جنہیں ہم عام پر نظر انداز کر دیتے ہیں، ملک کے عدالتی نظام کی خامیوں اور اس کے نتیجوں کی مثالیں ہمیں ملتی رہتی ہیں، کبھی عدالت کے غیر منصفانہ فیصلوں کی شکل میں، تو کبھی صحیح فیصلہ آنے میں غیر معمولی تاخیر کی صورت میں، کبھی پولیس کی زیادتیوں کی شکل میں تو کبھی جیل انتظامیہ کی لاپرواہی کی صورت میں، ان سب کی بنیادی وجوہات پر بات کم ہوتی ہے، ملک میں جرائم پر قابو پانے اور سزا دینے کے نظام سے متعلق پوری مشنری کس حال میں ہے اور کس طرح کے چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے، اس پر عمومی بحث عام طور پر نہیں ہو پاتی، کیوں کہ ہماری توجہ عام طور پر فوری پیش آنے والے واقعات پر ہی زیادہ ہوتی ہے، اور یہ سوال کسی فوری حادثہ سے جڑا ہوا نہیں ہے۔اسی کمی کو پورا کرتے ہوئے انڈین جسٹس رپورٹ ۲۰۲۰ء بتاتی ہے کہ کیسے ہمارا عدالتی نظام اپنے ہی بوجھ تلے دب گیا ہے، عدالتوں میں زیر التوا معاملات کی غیر معمولی تعداد کی تو بات چھوڑیئے، رپورٹ کے مطابق مقدمات کو نمٹانے کی عمومی شرح بھی اعلیٰ اور ذیلی عدالتوں میں گرتی جا رہی ہے۔اور یہ فطری بھی ہے، سنوائی تو تب ہوگی جب ججوں کی تعداد کافی ہو۔

لاکمیشن نے ۱۹۸۷ء میں ہی اپنی ایک سو بیسویں رپورٹ میں سفارش کی تھی کہ بیس ہزار کی آبادی پر ایک جج کا تناسب ہونا چاہیئے۔لیکن آج حقیقت یہ ہے کہ پچاس ہزار کی آبادی پر ایک جج کا تناسب ہے۔ملکی اوسط کے اعتبار سے ججوں کی ۳۸ فیصد سیٹیں خالی ہیں، پولیس کی حالت بھی کچھ بہتر نہیں ہے، ایک لاکھ کی آبادی پر ۱۵۶ پولیس عملہ کا تناسب ہے، جنوری ۲۰۲۰ء کی رپورٹ بتاتی ہے کہ پولیس کے ہر ضروری تین عہدوں میں سے ایک عہدہ خالی ہے، یہ تو ہوئی تعداد کی بات، اگر معیار پر بات کریں تو ڈائیورسٹی میں بھی بہت کمی ہے، پولیس اور انتظامیہ میں خواتین کی نمائندگی بہت کم ہے، پولیس میں خواتین کی موجودگی کی شرح دس فیصد ہے، صرف آٹھ ریاستوں میں خواتین کی نمائندگی کی شرح اس اوسط سے بہتر ہے۔عدالتوں میں بھی خواتین کی شرح تشویش ناک ہے، بہار، اتراکھنڈ، منی پور، میگھالیہ، تری پورہ جیسی ریاستوں میں خواتین کی نمائندگی صفر ہے۔ظاہر ہے ایسی حالت میں پولیس اور عدالتوں سے خواتین کے تئیں حساس ہونے کی محدود امید ہی کی جا سکتی ہے۔کام کے بڑھتے بوجھ اور کام کرنے والے ہاتھوں کی لگاتار کمی کے درمیان عدالتی نظام کے لیے کچھ زیادہ کرنے کی گنجائش نہیں رہ پاتی۔

ایسے میں اگر جیلوں میں قیدیوں کی تعداد وسعت سے زیادہ ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ جیلوں میں بند ۷۰ فیصد قیدی ایسے ہیں جن کے معاملہ پر غور ہی نہیں کیا جا رہا، یعنی ان کے بارے میں یہ بھی طے نہیں ہے کہ وہ قصوروار ہیں یا بے قصور۔

(اداریہ نو بھارت ٹائمز ۱۷ فروری ۲۰۲۱ء، ترجمہ: محمد عادل فریدی)

خطرے کے نشان سے اوپر آلودگی

زندگی کے لیے ہوا کے بعد پانی ہی سب سے ضروری ہے، سبھی انسانی تہذیبوں کی نشو ونما ندیوں کے کنارے ہی ہوئی ہے، لیکن ترقی کی دوڑ میں ندیوں کو اتنی تیزی کے ساتھ آلودہ کیا جا رہا ہے کہ اب شہروں کو بسانے سے زیادہ ندیوں کو بچانے کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ ابھی بھی ریاستوں اور ملکوں کے درمیان سب سے زیادہ لڑائیاں پانی کی تقسیم کے لیے ہوتی ہیں، عام طور سے آلودہ پانی کی وجہ سے ہونے والے اقتصادی نقصانات کا شمار نہیں کیا جاتا، لیکن کچھ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہر سال دنیا کو تقریباً چھیالیس کھرب ڈالر کا نقصان آلودگی کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ پوری عالمی اقتصادیات کا ۲ء۶ فیصد ہے، حالانکہ معمولی خرچ سے آلودہ پانی کو صاف کر کے پھر سے استعمال کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔دہرادون میں واقع ایک جنگلاتی تحقیقی ادارے کے ذریعہ کیے گئے ایک سروے رپورٹ کے مطابق فضائی آلودگی میں ہو رہے مسلسل اضافے کی وجہ سے پیڑ پودوں میں کاربن سوکھنے کی صلاحیت کم ہوتی جا رہی ہے، یہی حال ندیوں کا ہے، ندیوں کا میٹھا پانی لگاتار کم ہو رہا ہے، رشی کیش میں گنگا کا پانی میٹھا ہے، جبکہ بنگال پہونچنے تک یہ پانی آلودہ ہو کر کسیلا ہو جاتا ہے۔لینسیٹ میڈیکل جرنل کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی آب وہوا اتنی آلودہ ہو چکی ہے کہ یہ سب سے زیادہ ہلاکتوں کا سبب بن رہی ہے، ملک میں ہر سال تقریباً تیس لاکھ لوگ آلودگی سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے مر جاتے ہیں۔دنیا کے کسی ملک میں آلودگی سے اتنی موتیں نہیں ہوتیں۔ملک کو صاف ستھرا اور صحت مند رکھنا ہے تو آلودگی پر قابو پانا بہت ضروری ہے، اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پیڑ پودے لگائے جائیں، ندیوں میں گندے پانی کو بہانے سے روکا جائے، ساتھ ہی ایسے ماڈل اپنائے جائیں جو آلودہ پانی کو صاف کر کے انہیں دوبارہ استعمال کے قابل بناتے ہیں۔(**محمد عادل فریدی**)

جھارکھنڈ کا عشرہ برائے ترغیب تعلیم و تحفظ اردو

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰؍ فروری سے یکم مارچ ۲۰۲۱ کے بیچ تمام بائیس اضلاع میں مشاورتی اجلاس کا انعقاد (رپورٹ: محمد عادل فریدی)

امارت شرعیہ کی عظیم الشان تعلیمی بیداری وفروغ اردو کی تحریک جس کی پہلی قسط بہار میں ہفتہ برائے ترغیب تعلیم و تحفظ اردو کے عنوان پر یکم فروری کو شروع ہوئی تھی، تحریک کا پہلا پڑاؤ بہار میں ۷؍فروری کو مکمل ہوا، اس کے بعد امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے جھارکھنڈ کے تمام قضاۃ کے ساتھ زوم ایپ پر میٹنگ کی اور سبھوں کے مشورے سے جھارکھنڈ میں بھی دس روز کا پروگرام طے کیا، اس پروگرام کے بعد پٹنہ کی طرز پر رانچی میں حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی صدارت میں ایک بڑا اجلاس ہوگا، جس کی حتمی تاریخ ابھی طے نہیں ہوئی ہے۔ جھارکھنڈ میں ہونے والی امارت شرعیہ کی اس تعلیمی تحریک کی دوسری قسط کو ''عشرہ برائے ترغیب تعلیم و تحفظ اردو'' کا عنوان دیا گیا ہے یہ سلسلہ ۲۰؍فروری سے شروع ہوا ہے اور یکم مارچ ۲۰۲۱ء کو اختتام پذیر ہوگا۔

اس عشرہ کا پہلا مشاورتی اجلاس ۲۰؍فروری روز سنیچر کو بعد نماز ظہر رام گڑھ ضلع کے چترپور کی جامع مسجد میں ہوا، اس اجلاس میں مولانا مفتی نذر توحید مظاہر قاضی شریعت چترا، مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی قاضی شریعت چترپور، مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا ثناء اللہ قاسمی قاضی شریعت ہزاری باغ شریک ہوئے۔ ضلع ایسٹ و ویسٹ سنگھ بھوم اور ضلع سرائے کیلا کا مشاورتی اجلاس ۲۱؍فروری کو صبح دس بجے دن سے شہر آہن جمشید پور میں واقع امارت شرعیہ کے ذیلی دفتر میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں قاضی شریعت جمشید پور مولانا سعود عالم قاسمی کے علاوہ مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، رکن شوریٰ امارت شرعیہ مولانا منظور عالم صاحب اٹکی اور مولانا افروز سلیمی صاحب معاون قاضی شریعت جمشید پور شریک تھے۔ ۲۱؍فروری کو ہی بوکارو اور گریڈیہہ میں بھی مشاورتی اجلاس ہوئے، بوکارو کا اجلاس مسجد ارقم ملت نگر میں ہوا جس میں مولانا کلیم اللہ مظہر قاضی شریعت بوکارو و چترپور، مولانا محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دھنباد اور مولانا سید طاہر حسین صاحب معاون قاضی شریعت بوکارو شریک ہوئے، جبکہ گریڈیہہ کا اجلاس گریڈیہہ کے بورو، بن کھنجو میں واقع امارت پبلک اسکول میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں مولانا شمس الحق صاحب قاضی شریعت گریڈیہہ، مولانا مفتی نذر توحید مظاہری، مولانا محمد ابوالکلام صاحب شمسی معاون ناظم امارت شرعیہ و ڈائرکٹر امارت پبلک اسکول اور مولانا وسیم مظاہری مبلغ امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کی نمائندگی کی۔ ۲۲؍فروری کو ضلع لاتیہار کے مدرسہ خیر العلوم بالو ماتھ میں صبح دس بجے اجلاس ہوا، یہاں امارت شرعیہ کی نمائندگی کے لیے مولانا مفتی نذر توحید صاحب قاضی شریعت چترا، مولانا سعود عالم قاسمی قاضی شریعت جمشید پور اور مولانا عزیر انظر ندوی موجود تھے۔

۲۳؍فروری کو جامع مسجد حسن آباد کوڈرما میں اجلاس ہوا، اس اجلاس میں مولانا مفتی نذر توحید مظاہری، مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا محمد نسیم قاسمی قاضی شریعت کوڈرما اور مولانا منعام الدین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے شرکت کی۔ ۲۴؍فروری کو چترا کے جامعہ رشید العلوم میں مشاوری اجلاس کا انعقاد ہوا، جس میں مولانا مفتی نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا و مہتمم جامعہ رشید العلوم چترا کے علاوہ جھارکھنڈ کے چار موقر قضاۃ مولانا مفتی محمد انور قاسمی، مولانا محمد سعود عالم قاسمی، مولانا محمد شاہد قاسمی اور مولانا محمد نسیم قاسمی صاحب اور مولانا محمد پرویز عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ شریک ہوئے۔ ۲۵؍فروری کو صبح دس بجے لوہردگا کے اے آر تاج بینکوئیٹ ہال میں مشاورتی اجلاس ہوا، جس میں قاضی شریعت لوہردگا مولانا عمر فاروق مظاہری کے علاوہ مولانا مفتی نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا، مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا نسیم قاسمی قاضی شریعت کوڈرما اور مولانا محمد عمران قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے شرکت کی۔ اسی روز بعد نماز مغرب مکہ مسجد مدرسہ ابوہریرہ گملا/سیسئی کے اجلاس میں انہیں حضرات کی شرکت ہوئی، ان کے علاوہ مولانا فیاض عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ بھی اجلاس میں شامل ہوئے۔ ۲۶؍فروری جمعہ کے روز بعد نماز مغرب ہزاری باغ کے مدرسہ حسینیہ پلاول میں اجلاس ہوا جس میں قاضی شریعت ہزاری باغ مولانا مفتی ثناء اللہ قاسمی کے علاوہ مولانا مفتی نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا، مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی قاضی شریعت چترپور، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ کے علاوہ شاہ نواز احمد خان رکن شوریٰ امارت شرعیہ نیز جھارکھنڈ کے ہزاری باغ ضلع کے دورہ پر امارت شرعیہ سے تشریف لے گئے علماء کرام؛ مولانا شمیم اکرم رحمانی، مولانا عبداللہ انس قاسمی صاحب بھی موجود تھے۔

جھارکھنڈ کے سنتھال پرگنہ میں واقع اضلاع میں مشاورتی اجلاس کے انعقاد کی ذمہ داری امارت شرعیہ کے نائب قاضی شریعت مولانا سہیل اختر قاسمی کے سپرد کی گئی تھی، چنانچہ وہاں پہلا اجلاس ضلع جامتاڑا کے معروف دینی ادارے دارالعلوم وحیدیہ مہوڑا میں ۲۱؍فروری کو منعقد ہوا، اس اجلاس کی صدارت دارالعلوم وحیدیہ کے مہتمم مولانا رضاء الدین قاسمی نے فرمائی، امارت شرعیہ کی نمائندگی کے لیے مولانا سہیل اختر قاسمی کے علاوہ مولانا سعید اسعد قاسمی بھی شریک ہوئے۔ سنتھال پرگنہ کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۵؍فروری ۲۰۲۱ء کو ضلع دیوگھر کے معروف دینی ادارہ جامعہ ریاض الصالحات سرسوا، نواڈیہ میں مولانا مفتی سہیل اختر قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ کی صدارت میں منعقد ہوا مرکزی دفتر سے مولانا سعید اسعد صاحب بھی شریک اجلاس تھے۔ ان سبھی اجلاس میں امارت شرعیہ کے نمائندگان نے امارت شرعیہ کے تین نکاتی منصوبہ (بنیادی دینی تعلیم کا فروغ، عصری معیاری اداروں کا قیام اور اردو زبان کا تحفظ اور اس کی بقا) پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور موجودہ حالات کے تناظر میں اس تحریک کی غرض وغایت، بنیادی خدوخال، لائحہ عمل اور طریقہ کار پر وضاحت کے ساتھ سیر حاصل گفتگو کی۔ علماء امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں تعلیم کی اہمیت بھی لوگوں کے سامنے رکھی اور کہا کہ موجودہ حالات میں ہم جن خطرات سے دوچار ہیں، ان کے حل کے لیے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ نے یہ تین نکاتی جامع منصوبہ دیا ہے، جس کا بنیادی جزء تعلیم ہے، خواہ وہ بنیادی دینی تعلیم ہو یا ماڈرن اور جدید موضوعات کی تعلیم۔ اسلام میں سب سے پہلا حکم علم سیکھنے کا دیا گیا ہے، ہر شخص کے لیے خود کو اور اپنے بچوں کو دین کے علم سے آراستہ کرنا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ہمیں دنیا میں آگے بڑھنے اور جینے کا سلیقہ سیکھنے کی بھی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن وحدیث میں علم کو بے پناہ اہمیت دی گئی ہے، جب تک ایمان والے قرآن وحدیث پر عمل پیرا رہے مسلمانوں کا دین وایمان اور عزت وآبرو کی بھی حفاظت ہوتی رہی، لیکن جب اسلامی احکامات پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوئی تو ہماری عزت وآبرو اور دین وایمان میں بھی کمی آنے لگی، اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کریں تو ہمیں قرآن وحدیث کے احکام کی بجا آوری کی طرف لوٹنا ہوگا۔ اور اس کے لیے اپنے آپ کو اور اپنی آنے والی نسل کو تعلیم سے آراستہ کرنا ہوگا۔ کسی بھی قوم کی توانائی اور طاقت کا انحصار تعلیم وٹیکنالوجی کے میدان میں اس کی ترقی پر ہوتا ہے، اس لیے اگر اپنی قوم کو دنیاوی اعتبار سے مضبوط ومستحکم اور عالمی معیار کے مطابق بنانا ہے تو تعلیم وٹیکنالوجی کے میدان میں آگے آنا ہوگا، اس کے لیے ضروری ہے کہ معیاری عصری ادارے قائم کیے جائیں، ایسے کوچنگ سنٹرز کھولے جائیں جن میں طلبہ کو اعلیٰ مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کرائی جائے۔ تاکہ ہماری آنے والی نسل بھی ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بشانہ کھڑی ہو سکے۔ اردو زبان کے تحفظ، اس کی بقاء اور ترویج واشاعت کے بارے میں بھی گفتگو ہوئی اور یہ پیغام دیا گیا اس ملک میں دین کا سب سے زیادہ سرمایہ اردو زبان میں ہے، یہ نہ صرف ہندوستان کی زبان ہے بلکہ عالمی زبان بھی ہے، ملک کی آزادی میں اس زبان کا بہت اہم کردار رہا ہے، بھائی چارہ، اخوت، محبت اور مشترکہ اقدار کو فروغ دینے میں اس زبان نے نمایاں رول ادا کیا ہے۔ آج ارد کے ساتھ سوتیلا رویہ ہو رہا ہے، اس کے لیے جہاں ایک طرف حکومت کی طرف سے جانبداری برتی جا رہی ہے تو دوسری طرف ہماری جانب سے بھی کوتاہی ہے، اس لیے اپنے گھروں میں اردو پڑھنے، لکھنے، بولنے کا ماحول بنائیں، اپنے بچوں کو اردو سکھائیں، انہیں اردو کی کتابیں، رسائل اور اخبارات خرید کر پڑھنے کو دیں تاکہ ان کے اندر اردو کے تئیں محبت اور لگاؤ پیدا ہو، اردو کے فروغ کے لیے اجتماعی اور انفرادی سطح پر اقدامات کیے جائیں۔ اسکولوں میں جو اردو اساتذہ ہیں وہ بھی دلچسپی کے ساتھ بچوں کو اردو پڑھائیں۔ جہاں اردو آبادی ہے اور اسکولوں میں اردو نہیں پڑھائی جاتی وہاں اردو پڑھانے کے لیے اور اردو کے معلم بحال کرانے کی محنت کی جائے۔

اجلاس میں قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کا بھی تذکرہ ہوا اور اس کے ذریعہ ہونے والے ممکنہ خدشات اور اقلیتی طبقات کی تہذیب وشناخت پر ہونے والی فکری یلغار کا ذکر بھی کیا گیا اور اس سے نمٹنے کے طریقہ بتائے گئے، کہا گیا کہ جو خطرات آرہے ہیں ان کا سامنا کرنے کے لیے اور ان سے اپنی آنے والی نسل کو بچانے کے لیے امارت شرعیہ کی اس تحریک کو عام کرنے اور اس کو عملی شکل دینے کی ضرورت ہے، امارت شرعیہ نے نظام تعلیم کا جو جامع منصوبہ اور طریقہ کار پیش کیا ہے وہ بہت ہی کارآمد ہے اس کو ضلع سے لے کر بلاک، پنچایت، گاؤں اور گھر گھر تک پہونچانے کے لیے منظم حکمت عملی تیار کی جائے ، دینی مکاتب کا مضبوط نظام ہی ہمارے بچوں کو دین اور ایمان کے ساتھ جوڑے رکھنے کا ذریعہ ہے، بنیادی دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کا واحد یہ راستہ ہے، ہم ہر گاؤں اور آبادی میں مکاتب کا خود کفیل نظام قائم کرنے کے لیے آگے آئیں، مساجد کے ائمہ حضرات سے رابطہ کرکے اس کی فکر شروع کردیں، مساجد کے اندر اور مساجد سے الگ مکاتب قائم کیے جائیں، ہمارے معاشرہ کا کوئی بچہ یا بچی بنیادی ضروری تعلیم سے نا آشنا نہ رہ جائے اس کی بھرپور سعی کی جائے۔ جدید عصری معیاری تعلیمی ادارہ، مضبوط اسکولی نظام اور تقابلی امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوچنگ سنٹرز کا قیام بہت ضروری ہے، اس کے لیے اسباب ووسائل کی تلاش کریں، سرمایہ دار لوگ اس میں سرمایہ کاری کریں اس کے اندر خدمت بھی ہے، قوم کی ترقی بھی ہے اور دنیا کا بھی نفع ہے۔ اردو زبان کے تحفظ کی بھی کوشش کی جائے، اردو زبان ہماری مادری زبان ہی نہیں، بلکہ ہماری تہذیب وثقافت کی علامت ہے۔ ساتھ ساتھ ہمارے دینی وملی سرمایے کا علمی محافظ بھی ہے، آہستہ آہستہ ہمارے ملی تشخص کو ختم کرنے کی منظم سازش رچی جا رہی ہے، اور دانستہ نادانستہ ہم خود بھی اس عمل میں اغیار کے ساتھ برابر کے شریک رہے ہیں، ہم عہد کریں کہ اردو زبان کے فروغ کے لیے ہم خود آگے بڑھیں گے، اردو پڑھیں گے، لکھیں گے، اپنے بچے اور بچیوں کو بھی پڑھائیں گے اور لکھائیں گے، معاشرہ میں اردو اخبارات اور لٹریچر پڑھنے کا ماحول بنائیں گے، اپنی درخواستیں اردو میں لکھیں گے اور بول چال میں بھی اردو الفاظ کا استعمال کریں گے، اپنی آبادیوں میں چل رہے نجی اداروں میں اردو میں نیم پلیٹ لگائیں گے، سرکاری دفتروں میں بلاک سے پنچایت تک اردو میں نیم پلیٹ لگائے جائیں، اس کے لیے تحریک چلائیں، سرکاری سطح پر اردو کے ساتھ ہو رہی ناانصافیوں کے خلاف پوری طاقت کے ساتھ آواز اٹھائیں۔ ان سبھی اجلاس میں علماء، ائمہ کرام، دانشوران اور اہل علم حضرات کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اجلاس میں شریک لوگوں نے امارت شرعیہ کی اس تحریک کی ستائش کرتے ہوئے اس کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ اپنی تہذیب و ثقافت اور ملی شناخت کو باقی رکھنے کے لیے امارت شرعیہ کی اس تحریک کا اجتماعی اور انفرادی طور پر بھرپور ساتھ دیں اور اس کو کامیاب بنائیں۔

مذکورہ بالا روداد ۲۶؍فروری تک کے پروگرام کی تھی، ۲۷؍فروری کو سمڈیگا، کھونٹی، صاحب گنج اور دمکا میں، ۲۸؍فروری کو گڈا، دھنباد اور اٹکی ضلع رانچی میں جبکہ یکم مارچ کو ضلع پلاموں کے ڈالٹین گنج میں، گڑھوا میں اور پاکوڑ میں مشاورتی اجلاس منعقد ہوں گے، جس کی رپورٹ آئندہ پیش کی جائے گی۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ تعلیم کو عام کرنے اور اردو کے تحفظ وبقاء کے لیے امارت شرعیہ نے طویل مدتی منصوبہ بنایا ہے اور یہ تحریک لمبے عرصے تک جاری رہے گی، جھارکھنڈ کے بقیہ اضلاع کے پروگرام مکمل ہونے کے بعد اڈیشہ کی ترتیب بھی بنائی جائے گی۔

'ننھا شہزادہ': ادب اطفال اور ترجمہ نگاری کے تناظر میں

محمد شارب ضیاء رحمانی

مترجم کی حیثیت دو زبانوں کے درمیان لسانی اور ثقافتی سفیر کی ہے۔ترجمہ کے ذریعہ زبان وادب کی توسیع کے ساتھ ساتھ الفاظ وتراکیب،محاورات اوراصطلاحات کا میدان وسیع ہوتا ہے۔کسی بھی زبان کی تصنیف کوکامیابی سے دوسری زبان کا جامہ پہنانے کی بنیادی شرط دونوں زبانوں پرقدرت اوراپنی زبان میں نئے خیالات کے اظہار کے لیے الفاظ،تراکیب واصطلاح کی مہارت،اصل تصنیف کی زبان پرگرفت،لسانی نفاستوں،باریکیوں اورتہہ داریوں کی شناسائی ضروری ہے۔تخلیقات میں صرف معنوی ہی نہیں،تہذیبی اورلسانی عوامل بھی شامل ہوتے ہیں۔اس لیے یہ کام زیادہ نازک ہے۔ادب اطفال کی کتابوں کا ترجمہ تواورنازک ہوجاتا ہے،جہاں رعایت لفظی اوربچوں کی نفسیات کی پرکھ،تلوارکی دھار پرچلنے کے مترادف ہے۔زیرتبصرہ کتاب 'ننھا شہزادہ' ترجمے کی ان مذکورہ بالاکسوٹیوں اورشرائط پرکھری اترتی ہے۔

'ننھا شہزادہ' مشہور فرانسیسی مصنف اینٹونی داسینٹ ایکسوپیری کی تصنیف کردہ ادب اطفال کی شاہکار تخلیق 'لٹل پرنس' کا ترجمہ ہے۔جسے ڈاکٹر پرویز شہریار نے اردو کے قالب میں ڈھال دیاہے۔پرویز شہریار کی شہرت،افسانہ نگار،شاعراورمصنف کی حیثیت سے تو ہے ہی،لیکن متعدد تراجم کے ذریعے ان کا فن ترجمہ نگاری،نکھر کر سامنے آتا ہے۔'ننھا شہزادہ' کے مطالعے کے بعداندازہ ہوجائے گا کہ اصل تصنیف کے تخلیقی جوہرکو مترجم نے کامیابی اورمہارت کے ساتھ اردوزبان میں یوں پیش کیا ہے کہ قارئین، اصل تصنیف کی فنی اہمیت سے محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور مصنف کے مرکزی خیال کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔

'لٹل پرنس' کی عالم گیرمقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سو سے زائد زبانوں میں ترجمہ کیا جاچکا ہے۔این سی ای آرٹی نے ہندی میں اس کا ترجمہ 'ننھا راجکمار' کے نام سے شائع کیا ہے۔پرویز شہریار نے 'لٹل پرنس' کی عالم گیرمقبولیت کی بنیاد پرمحسوس کیا کہ اگراردو میں ترجمہ کردیا جائے تو ادب اطفال میں اہم اضافہ ہوگا۔چنانچہ خود لکھتے ہیں:

''ننھا شہزادہ بچوں کے ادب میں ایک ایسی کتاب ہے جو دنیا بھر میں مقبول عام رہی ہے۔اس کی شہرت اورمقبولیت سے متاثر ہوکر میں نے اس کا ترجمہ اردوزبان میں کیاہے'' (ننھا شہزادہ،ص vii)

بچوں کی کتابوں کے مترجم کی ذمے داریاں دوہری ہوتی ہیں۔اسے خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کتاب بس بچوں کے لیے ہی ہو،بچے کی اپنی زبان ہو،زبان وانداز اور روزمرہ کا استعمال بچوں کے مطابق ہو،خیالات کو وہ کس حدتک سمجھ سکتے ہیں،ان کا خیال رکھا جائے،'ننھا شہزادہ' میں ان امورکی مکمل رعایت کی گئی ہے۔

بچوں کے لیے تخیلی ادب کی اہمیت مسلم ہے۔تجسس بچوں کی فطرت ہے۔وہ ہرچیزکی مکمل اور تفصیلی معلومات چاہتے ہیں۔لوک کتھائیں،روایتی کہانیاں اوراساطیران کی پسندیدہ رہی ہیں،ان کی نفسیات کا حصہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی ہرشئے کو تجسس کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔بارہا سوال قائم کرتے ہیں،جب تک مطمئن نہ ہوجائیں،اپنے سوال پراصرار کرتے ہیں،اینٹونی واسینٹ کا 'ننھا شہزادہ' بھی اسی فطرت کا حامل ہے۔وہ تخیلی دنیا سے آیا ہے،'سیانوں' کی باتیں اسے عجیب لگتی ہیں،تجسس لفظ لفظ سے ظاہر ہے،وہ سوالوں سے سوال پیدا کرتا ہے۔نمونہ ملاحظہ ہو:

جب وہ پانچویں سیارے پرپہونچا تواس نے احترام کے ساتھ روشنی جلانے والے کوآداب کہا۔

''تم نے اپنی روشنی کیوں بجھادی؟''

''آداب،ایسا حکم ہے،اس لیے''

''کیاہے حکم''؟

''حکم یہ ہے کہ میں روشنی بجھادوں،شب بخیر۔''

اتنا کہہ کراس نے پھرروشنی جلادی۔

ننھے شہزادے نے پوچھا کہ اس نے پھر سے روشنی کیوں جلادی؟

''ویسا ہی حکم ہے۔''

ننھے شہزادے نے کہا۔ ''میں تمھاری بات نہیں سمجھ سکا''۔

''سمجھنے کی کوئی بات نہیں ہے۔حکم تو آخرحکم ہی ہے۔صبح بخیر''۔

شہزادہ کا تجسس بڑھتا جاتا ہے،وہ مزید سوال کرتا ہے۔

''تو کیا اب حکم بدل گیا ہے؟''

روشنی جلانے والے نے کہا۔ ''حکم نہیں بدلا،یہی تو دکھ ہے۔ہرسال سیارہ زیادہ رفتار سے گردش کرنے لگا ہے،لیکن حکم نہیں بدلا''۔

ننھے شہزادے نے پوچھا۔ ''تو پھر....''

شہزادے کے سوال کا سلسلہ یوں دراز ہوتا ہے اورکافی طویل گفتگو ہوتی ہے۔مذکورہ بالاسطوربطورمثال یہ واضح کرنے کے لیے پیش کی گئی ہیں کہ 'ننھا شہزادہ' میں بچوں کی نفسیات کوکس قدر سمجھا گیاہے اوراسے برتا گیاہے،گویا مصنف نے بچہ بن کرتخلیق کی ہے۔بچوں کی نفسیات کسی چیزکوبار بارکرنے کی ہوتی ہے جب وہ اچھی لگے،چنانچہ شہزادہ بار بار تھالی بجاتا ہے۔باتصویر کتاب بچوں کی دل چسپی کا سامان ہوتی ہے۔'ننھا شہزادہ' کوبھی مختلف سیاروں اورکرداروں کی تصاویر سے مزین کیا گیاہے۔مشمولات کے علاوہ ترجمے کی کسوٹی پر دیکھیں تواصل تخلیق کا گمان ہوتا ہے۔جوکامیاب ترجمے کی ضمانت ہے۔مصنف کے ساتھ ساتھ مترجم نے بھی بچہ بن کربچے کے لیے گویا ترجمہ نہیں کیا، بلکہ تخلیق کی ہے اوراصل کے خیال اورمفہوم کی ادائیگی،بھرپور کی ہے۔بلکہ کہنا چاہیے کہ تخلیق کی اردو میں بازیابی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر پرویز شہریار،اردوادب اطفال میں اس اہم اضافے کے لیے مبارک باد کے لائق ہیں۔موصوف حکومت ہند کے اہم ادارہ نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (این سی ای آرٹی) سے 1993 سے وابستہ ہیں۔ایڈیٹنگ اورطباعت واشاعت کا طویل تجربہ رکھتے ہیں۔قومی کونسل برائے فروغ اردوزبان (این سی پی یوایل) میں پرنسپل پبلی کیشن آفیسر بھی رہ چکے ہیں 1980 سے آپ نے ادبی سفر کا آغاز کیا،افسانہ نگاری اورشاعری میں آپ کی متعدد تخلیقات شائع ہوچکی ہیں۔'بڑے شہر کا خواب' پہلا افسانوی مجموعہ ہے۔اس کے علاوہ 'راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری'، 'منٹو اورعصمت کے یہاں عورت کا تصور'، 'بڑا شہر اور تنہا آدمی'، 'شجر ممنوعہ کی چاہ میں' اور 'بھوک کی حمایت میں' آپ کی تخلیقات ہیں جن کو ادبی حلقوں اوراساتذہ نے سراہا ہے۔آپ نے انگریزی اورہندی سے اردوزبان میں متعدد تراجم کیے۔این سی ای آرٹی کی 'معصوم دل کا جادو' اور 'تحریک آزادی میں آزاد ہندوستان کا تصور' آپ کی ترجمہ کردہ ہیں۔ان کے علاوہ ہمایوں کی زندگی پرمبنی اسٹیج ڈرامہ 'ہما کو پرواز کرنے دو' بھی آپ کا ترجمہ ہے۔ساہتیہ اکیڈمی نے بنگلہ کہانیوں پرمشتمل کتاب شائع کی ہے۔اس میں پرویز شہریار نے دو بنگالی افسانے کا اردو میں ترجمہ کیاہے۔ادب اطفال میں 'صدر جمہوریہ کا بہادری انعام' نیشنل بک ٹرسٹ (این بی ٹی) سے شائع ہورہی ہے۔این سی ای آرٹی، دیگر زبانوں کی بچوں کی کہانیوں کی ہندی میں اشاعت کررہی ہے۔اس میں آپ کی ایک کہانی 'چلو گاؤں چلیں'، ہندی زبان میں اشاعت کے مرحلے میں ہے۔

چوں کہ پرویز شہریار،این سی ای آرٹی سے وابستہ ہیں جہاں بچوں کی کتابیں ان کی ذہنی سطح اورعمرکی مختلف منزلوں کے مطابق تیار کی جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی کہانیوں میں بچوں کی عمراوران کے مزاج کے مطابق الفاظ کا انتخاب ہوتا ہے۔ادب اطفال میں آپ نے کئی جہت سے کام کیے ہیں۔ہندوستان وپاکستان کے متعدد رسائل میں بچوں کی کہانیاں شائع ہوچکی ہیں۔پاکستان کے مشہور رسالے 'پھول'، این سی پی یوایل کے رسالے 'بچوں کی دنیا' اوردہلی اردواکیڈمی کے 'ماہنامہ امنگ' میں کہانیاں لکھتے رہے ہیں۔ممبئی سے جاری ہونے والے فاروق سید کے رسالے 'گل بوٹے'، تلنگانہ اردواکیڈمی کے 'روشن ستارے'، بہاراردواکیڈمی کے 'زبان وادب' کے گوشہء اطفال،مغربی بنگال اردواکیڈمی کے بچوں کے رسالے 'ستارے' اورراشٹریہ سہارا کے 'امنگ' میں بھی آپ کی تخلیقات خراج تحسین وصول کرچکی ہیں۔

بچوں کی کتابوں کے حوالے سے این سی ای آرٹی کے آن لائن پروگرام میں پرویز شہریار کے مباحثے موجود ہیں جن میں انھوں نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ بچوں کی کتابیں کیسے تیار کی جائیں اوربچوں کی کتابوں میں تصاویر کا کس طرح استعمال ہونا چاہیے۔بچوں کے لیے چھوٹی کہانیاں اردو کے علاوہ ہندی میں بھی آپ لکھتے رہے ہیں۔ادب اطفال پرڈاکٹر پرویز شہریار کی مختلف الجہات خدمات اورترجمے کے وسیع تجربے کی روشنی میں زیرتبصرہ کتاب 'ننھا شہزادہ' کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔82 صفحات پرمشتمل کتاب کی قیمت 65 روپے رکھی گئی ہے۔جسے این سی ای آرٹی نے شائع کیاہے۔امید ہے کہ بچوں کے ادب میں یہ کتاب قدرکی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔اسے صرف ترجمہ نہیں، بلکہ ادب اطفال کے باب میں گراں قدر اضافہ سمجھا جانا چاہیے۔

مکمل اردو بولیں

شمیم اکرم رحمانی

پھیل جائے گی محبت چار سو
اک گزارش ہے کہ اُردو سیکھیے

اردو زبان محبت کی زبان ہے اور بین الاقوامی مزاج رکھتی ہے اس لیے نہ مشرق کے لئے اجنبی ہے نہ مغرب کے لیے نامانوس، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں اردو زبان وادب کے تراجم پر متعدد زبانوں میں کام ہوئے ہیں البتہ اردو زبان کی اہمیت تسلیم شدہ ہونے کے باوجود ایک طبقہ اردو دشمنی میں بھی سرگرم رہا ہے جس میں صرف وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو مخصوص نظریہ رکھنے کی بنیاد پر اردو سے دشمنی کرتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اردو زبان سے محبت کا دم تو خوب بھرتے ہیں لیکن غیر شعوری طور پر وقتی اور نجی فائدے کے لیے اردو کی ترویج و اشاعت کی کوششیں نہیں کرتے ہیں مجھے بارہا اس کا احساس ہوا ہے ،اگر گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو واضح طور پر دیکھنے کو ملتا ہے کہ اچھے خاصے لوگ جو اردو اداروں سے وابستہ بھی ہوتے ہیں اپنی بول چال میں اردو کے بجائے بلاضرورت انگریزی کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے عوامی سطح پر بھی انگریزی زدہ اردو بولنے کی مصیبت پھیلتی جارہی ہے اور لوگ اردو زبان کی زلفوں کو سنوارنے کے بجائے اس کوشش میں مصروف ہوتے جارہے ہیں کہ اپنی بول چال میں انگریزی کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کو استعمال کر کے اپنا علمی قد اونچا کرلیں اور سامنے والوں کو متاثر کردیں حالانکہ اردو زبان اپنے الفاظ کی بندش اور خوبصورت بناوٹ کی بنیاد پر دنیا کی تمام زبانوں کے مقابلے میں نہ صرف لکھنے ، پڑھنے اور بولنے کے حوالے سے آسان ہے بلکہ سامنے والے کو اپنا بنانے کا ہنر بھی رکھتی ہے

لیکن دقت یہ ہے کہ ایک ذہن بن چکا ہے کہ لوگ انگریزی کے الفاظ سے ہی متاثر ہونگے اور اسی ذہنیت کے تحت دوسروں کو متاثر کرنے کا بھوت اس طرح لوگوں کے سروں پر سوار ہو چکا ہے کہ اردو کے بہت سے خوبصورت ادبی الفاظ نامانوس اور اچنبھے بنتے جارہے ہیں، میں اردو زبان میں ان انگریزی الفاظ کے استعمال کے خلاف نہیں ہوں جنہیں اردو نے اپنے مزاج کے مطابق قبول کرلیا ہے مثلا ریڈیو ٹیلی ویژن، اسٹیشن، موبائل وغیرہ لیکن خون کی جگہ بلڈ، ارسال کی جگہ شیر تبصرے کی جگہ کمنٹ پسند کی جگہ لائک پسندیدہ کی جگہ فیورٹ وغیرہ کا استعمال انتہائی نامناسب معلوم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اردو کی صورت بگڑ جاتی ہے، بسا اوقات لوگ اردو بولنے کے دوران آدھے ادھورے جملے انگریزی کے بولتے ہیں جس سے عجیب قسم کا ابہام پیدا ہوجاتا ہے مجھے عربی اور فارسی کے مشکل ترین الفاظ کا استعمال بھی اردو کے مزاج کے خلاف معلوم ہوتا ہے جنہیں لوگ دوران گفتگو ایسی جگہ ٹھوس دیتے ہیں جہاں اس سے بہتر اور آسان الفاظ رکھے جاسکتے ہیں، اس لیے کہ یہی لوگ اردو زبان میں انگریزی الفاظ کے استعمال کے لئے جواز فراہم کرنے والے ہیں چند دن قبل کی بات ہے جب میں نے ایک شخص کو اردو زبان میں انگریزی کے جملے استعمال کرنے سے روکا تو اس نے سیدھا سیدھا کہا کہ عربی اور فارسی کے مشکل الفاظ آپ لوگ اردو میں استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہم لوگوں کو باتیں ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی ہیں، تو ادھر بھی قابو پانے کی کوشش کریں، مجھے یہ بات اچھی اس لئے لگی کہ مشکل ترین الفاظ کا استعمال واقعی اردو کے مزاج کے خلاف ہے، آخر محبت میں بلا وجہ کی سختی کیسی؟ لہذا ارباب نظر اعلی تعلیم یافتہ افراد اور اردو زبان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو سنجیدگی اور بیدار مغزی کے ساتھ اس صورت حال کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنی سطح پر کام کرنا چاہئے ورنہ آنے والے دنوں میں یہ تشویش ناک رجحان مزید بڑھے گا اور اردو اردو کے علاوہ کچھ اور بن جائے گی نتیجتاً ہماری نسل اپنی مادری زبان اور مادری زبان میں موجود شاندار علمی ورثے سے محروم ہوجائے گی اس کے ساتھ ساتھ ان کے پاس نہ اپنی تہذیب ہوگی اور نہ اپنا شاندار ماضی۔

ترے سخن کے سدا لوگ ہوں گے گرویدہ
مٹھاس اردو کی تھوڑی بہت زبان میں رکھ

مبارک انصاری

تعلیمی سال آن لائن جاری رکھنے کی منظوری

سعودی عرب حکومت کی جانب سے تمام تعلیمی اداروں میں رواں تعلیمی سال آن لائن جاری رکھنے کی منظوری دی گئی ہے، وزارت تعلیم ڈاکٹر حمد آل الشیخ نے کہا ہے کہ 'تمام سرکاری ونجی سکولوں کے علاوہ یونیورسٹیز، کالجزاورانسٹی ٹیوٹ میں آن لائن تعلیم جاری رکھنے کی منظوری دی گی ہے۔(ایجنسی)

بیٹے کے قاتل کومعاف کرنے والی ماں سے سعودی گورنر کی ملاقات

سعودی عرب کے عسیر ریجن کے گورنر شہزادہ ترکی بن طلال بن عبدالعزیز نے بیٹے کے قاتل کومعاف کرنے والی ایک ماں سے ان کے گھر پر ملاقات کی۔نوراح الشہر انی نامی خاتون نے اپنے ۴۰رسالہ بیٹے عبداللہ کے قاتل کو یہ سوچ کر معاف کر دیا ہے کہ دونوں خاندانوں کے درمیان مزید خون خرابہ نہ ہو،یادر ہے کہ ان کے بیٹے عبداللہ کوان کے ہمسائے نے ایک سال تین ماہ قبل گولی مارکرقتل کردیا تھا۔مقتول کے بھائی محمدالراجح نے بتایا کہ حادثے کے بعدان کی والدہ نے بھرپورصبر کا مظاہرہ کیا، خاص طور پراس موقع پر جب مقتول اوران کے خاندان نے ملاقات کے دوران معافی کی التجا کی تھی،مقتول عبداللہ فوجی اہلکار تھے جوگذشتہ ۱۸رسال سے جنوبی سرحد پرتعینات تھے،مقتول کی والدہ نے اپنے بچوں کو ہدایت کی تھی کہ مجرم کوحراست میں لینے تک کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔(ایجنسی)

غزہ کوگیس کی فراہمی کے لیے فلسطین اورمصر میں معاہدہ

فلسطینی اتھارٹی اور مصر نے قدرتی گیس میں آپسی تعاون کو مستحکم کرنے کا معاہدہ کیا ہے،خبر ہے کہ گذشتہ روز فلسطینی اتھارٹی کے سرمایہ کاری بورڈ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اور مصری وزیر پٹرولیم وقدرتی وسائل طارق الملا نے مشترکہ معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔اس موقعے پر فلسطین کے علاقے غزہ کوگیس کی فراہمی کے ایک معاہدے کی بھی منظوری دی گئی۔(ایجنسی)

عمان میں دس ممالک کے مسافروں کا پندرہ روز کے لیے داخلہ معطل

خلیجی ملک عمان نے کروناوائرس کے معاملوں میں اضافے کے پیش نظر سوڈان، لبنان، برازیل، جنوبی افریقا، نائجیریا،تنزانیہ،گھانا،ایتھوپیا،گنی اورسیرالیون کے شہریوں کے داخلہ پر عارضی طور پر پابندی عائد کردی ہے۔اگرکسی اور ملک سے تعلق رکھنے والے مسافر نے گذشتہ ۱۴روز کے دوران مذکورہ دس ممالک میں سے کسی ایک کا سفر کیا ہے تواس کو بھی سلطنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔حکام کے مطابق مذکورہ ممالک کا سفر کرنے والے عمانی شہری،سفارت کار،طبی کارکنان اوران کے خاندان ملک میں داخلے کی اس پابندی سے مستثنیٰ ہوں گے۔(ایجنسی)

حوثی باغیوں کا یمن اورسعودی عرب پرنا کام حملہ

عرب میڈیا کے مطابق یمن میں برسرپیکار حوثی باغیوں نے مارب شہر پر بیلسٹک میزائل حملے کیے، ایک میزائل مارب کے رہائشی علاقے میں بھی گرا تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔اسی طرح حوثی باغیوں نے سعودی عرب کے شہرخمیس مشیط پرڈرون حملہ کرنے کی کوشش کی۔یمن کی خارجہ امور کے وزیراحمدعوض بن مبارک نے اپنے بیان میں کہا کہ یمنی فوج نے مارب میں باغیوں کا حملہ ناکام کردیا ہے، میزائل حملے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔دوسری جانب سعودی عرب کی سربراہی میں قائم عسکری اتحاد کے ترجمان کرنل ترکی المالکی نے بتایا کہ خمیس مشیط کی جانب حوثی باغیوں کا بارود سے بھراڈرون داغا گیا جسے فضائی دفاعی نظام نے فضا میں ہی نشانہ بنا کرتباہ کردیا۔واضح رہے کہ یمن میں ۲۰۱۴ء سے حوثی باغیوں اورسعودی عسکری اتحاد کے درمیان جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے جس میں بڑے پیمانے پر جانی اور مالی نقصان ہوا ہے، جب کہ لاکھوں بچوں کو غذائی قلت کا سامنا ہے۔(نیوزاکسپریس)

نائیجیریا میں اسکول پر مسلح افراد کا حملہ، سیکڑوں طالبات اغوا

عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق مغربی افریقی ملک نائیجیریا کی ریاست زمفارا کے بورڈنگ اسکول سے نامعلوم مسلح افرادسیکڑوں طالبات کواغوا کر کے لے گئے۔اس علاقے میں ایک ہفتے میں طلبا کے اغوا کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔اسکول کے ایک استاداور بچوں کے والدین نے اسکول پر مسلح افراد کے حملے اور طالبات کے اغوا کی تصدیق کی جب کہ زمفارا کے انفارمیشن کمشنر کا کہنا ہے کہ مغوی طالبات کی تعداد معلوم نہیں ہوسکی ہے، تاہم اندازے کے مطابق یہ سیکڑوں میں ہوسکتی ہے۔ادھر گورنمنٹ گرلز سیکنڈری اسکول جنگیبی کی ایک استانی نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر اے ایف پی کو بتایا کہ حملے کے بعد اسکول سے کم از کم ۳۰۰رطالبات لاپتہ ہیں۔یادرہے کہ گزشتہ ہفتے بھی ایک بورڈنگ اسکول پر مسلح حملے میں ایک طالب علم ہلاک ہوگیا تھا اور ۲۷رطلبہ سمیت ۴۲ر افراد کواغوا کرلیا گیا تھا، جب کہ گزشتہ برس دسمبر میں بھی ۳۰۰رطلبہ کواغوا کیا گیا تھا۔(نیوزاکسپریس)

مصر میں دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی کی منظوری لازمی

مصر میں شادی شدہ شخص پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کرسکتا،مصری حکومت نے قانون منظوری کرلیا ہے۔العربیہ نیٹ کے مطابق پہلی بیوی کی منظوری کے بغیر دوسری شادی کرنے پر شوہر کوایک سال قیداور کم سے کم ۲۰رہزار مصری پاؤنڈ جرمانہ ہوگا، جرمانے کی زیادہ سے زیادہ حد ۵۰رہزار پاؤنڈ ہے،بعض صورتوں میں قید اور جرمانہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی، اگر نکاح خواں کو بھی علم ہے کہ وہ جس کا نکاح پڑھا رہا ہے وہ پہلے سے شادی شدہ ہے،تو اسے بھی قیداور جرمانے کی سزائیں دی جائیں گی۔واضح ہو کہ مصر کی کابینہ نے خاندانی زندگی سے متعلق قانون سازی کرتے ہوئے شادی بیاہ، طلاق، خلع، فسخ نکاح، شادہ کی اہلیت، متولی، نسب، نان نفقہ ، پرورش اور منگنی کے نئے قواعد وضوابط مقرر کیے ہیں۔نئے مسودہ قانون میں شادی کے لیے لڑکے اورلڑکی کی کم سے کم عمر 18 سال مقرر کی گئی ہے۔(اردو نیوز ڈاٹ کام)

ترتیب: محمد اسعد اللہ نالندوی

سعودی عرب۔امریکہ تعلقات میں نیا موڑ

رواں ہفتے امریکہ کی نئی انتظامیہ نے ایک مرتبہ پھر واضح انداز میں اشارے دیے ہیں کہ وہ مشرق وسطیٰ سے متعلق سابق صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی پالیسیوں سے کیسے اپنے آپ کو دور رکھے گی، وائٹ ہاؤس کی پریس سیکریٹری جن پاسکی نے کہا ہے کہ صدر جو بائیڈن مشرق وسطیٰ میں امریکہ کے کلیدی اتحادی سعودی عرب سے امریکہ کے تعلقات کا ازسرنو جائزہ لیں گے۔سابق صدر ٹرمپ نے اپنے داماد جیرڈ کشنر کی وساطت سے سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان سے قریبی تعلقات استوار کر لیے تھے اور اُن کو امریکہ کی طرف سے فروخت کیے گئے ہتھیاروں کو یمن کی جنگ میں بے دریغ استعمال کی کھلی چھوٹ دے دی تھی، بظاہر اب ایسا نظر آرہا ہے کہ موجودہ صدر جو بائیڈن ولی عہد محمد بن سلمان کے بجائے سعودی عرب کے بارے میں براہ راست شاہ سلمان سے بات چیت کریں گے، حالانکہ شاہ سلمان کی عمر لگ بھگ ۸۰ربرس ہوچکی ہے اور ان کی صحت بھی بہت اچھی نہیں رہتی، ایسے میں شہزادہ محمد بن سلمان کو در کنار کر کے براہ راست شاہ سلمان سے معاملات طے کرنے میں اڑچنیں آسکتی ہیں۔امریکی دفتر خارجہ کی جانب سے جاری کردہ ایک حالیہ بیان میں کہا گیا ہے کہ آئندہ سے امریکی پالیسی قانون کی بالادستی اور انسانی حقوق کی پاسداری کو ترجیح دینے پر مبنی ہوگی،سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نئی امریکی انتظامیہ کی پالیسی میں اس تبدیلی کا دونوں ملکوں پر کیا اثر پڑے گا اور امریکہ اور سعودی عرب کو آگے چل کر کیا خطرات پیش آسکتے ہیں؟

سعودی عرب کے جواں سال ولی عہد جن کو دنیا ''ایم بی ایس'' کے نام سے جانتی ہے، کے لیے واضح طور پر اِس کا یہ مطلب ہوگا کہ ان کی من مانی کرنے کے دن اب حقیقی طور پر ختم ہوگئے ہیں، سعودی عرب کو اگر امریکہ کو اپنے دفاعی اتحادی اور تحفظ کے ضامن کے طور پر رکھنا ہے، تو اس کو امریکی وزارت خارجہ کی اس نظریاتی تبدیلی سے اپنے آپ کو ہم آہنگ رکھنے کے لیے اپنی پالیسی میں چند بنیادی تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔یمن میں سعودی عرب کی قیادت میں جاری جنگ کے لیے اب امریکہ کی مزید حمایت حاصل نہیں ہوگی، اس پر اپنی پالیسی تبدیل کرتے ہوئے سعودی عرب شاید یہ کہہ سکتا ہے کہ ''ٹھیک ہے، ہم تو پہلے ہی اس جنگ کو ختم کرنے کا راستہ ڈھونڈ رہے تھے۔'' اس کے علاوہ امریکہ چاہتا ہے کہ قطر سے سعودی عرب کے تعلقات بہتر ہوں، جو کہ سعودی عرب حال ہی میں کرچکا ہے۔

واشنگٹن ڈی سی سے اٹھنے والی آوازوں میں سعودی عرب میں قید انسانی حقوق کی خواتین کارکنان کی رہائی کے مطالبے بھی شامل ہیں، ان آوازوں کا اثر ظاہر ہو چکا ہے اور گذشتہ ہفتے سعودی عرب نے انسانی حقوق کی سب سے سرکردہ کارکن لجین الھند ول کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔سعودی عرب اور امریکہ کے تعلقات کی جڑیں کافی گہری ہیں، یہ دوستی کے بیج اس تاریخی ملاقات میں بوئے گئے تھے جو ۱۹۴۵ء میں امریکی جنگی جہاز پر سعودی عرب کے اس وقت کے فرماں روا شاہ عبدالعزیز اور امریکی صدر فرینکلن روزویلٹ کے درمیان ہوئی تھی۔گذشتہ دہائیوں میں یہ دوستی کئی بحرانوں سے گزری ہے جس میں ۱۹۷۳ء میں سعودی تیل کی فروخت پر پابندی، ۱۹۹۱ء کی خلیجی جنگ کے علاوہ ۱۱رستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکہ پر سعودی عرب سے تعلق رکھنے والے جنگجوؤں کے حملے بھی شامل ہیں، سعودی عرب کے حکمران شاید واشنگٹن میں اقتدار میں آنے والی نئی انتظامیہ سے اتنے خوش نہ ہوں، لیکن وہ راتوں رات امریکہ کی جگہ کسی اور قوت سے معاملات طے نہیں کرنے والے، حالانکہ سعودی حکمرانوں نے جو بائیڈن کو صدر کے عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد مبارک باد دینے میں کئی دن لگا دیے تھے۔

سعودی عرب کو اس بات کا پوری طرح ادارک ہے کہ اگر خلیج سے امریکہ اپنا طاقتور پانچواں بحری بیڑا نکال لے تو پھر اس کا دیرینہ دشمن ملک ایران اِس خلا کو پُر کرنے میں دیر نہیں لگائے گا اور خطے میں اپنی بالادستی قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔فی الوقت جو بائیڈن کی انتظامیہ نے سعودی عرب کو یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے میں پوری مدد کرے گا اور حوثی باغیوں کی طرف سے ہونے والے ڈورن حملوں کو ناکام بنانے میں بھی تعاون جاری رکھے گا۔

جو بائیڈن کی اس پالیسی میں امریکہ لیے بھی کچھ اندیشے موجود ہیں، شاہ سلمان اب بہت بوڑھے ہوچکے ہیں اور اپنی صحت کی وجہ سے وہ اب اُمورسلطنت چلانے میں اتنی سرگرمی سے حصہ نہیں لے سکتے، لہٰذا امریکہ کو خواہی نہ خواہی آنے والے برسوں بلکہ دہائیوں میں ولی عہد محمد بن سلمان سے ہی معاملات طے کرنے ہوں گے۔کئی مغربی ملکوں کی نظر میں بھی محمد بن سلمان کی شبیہ اچھی نہیں ہے اور سعودی صحافی جمال خاشق جی کو قتل کروانے میں ان کے کردار کے بارے میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں، جبکہ سعودی عرب کے اندر نوجوان نسل میں محمد بن سلمان کی مقبولیت اپنی ماڈرن سوچ اور مغربیت پسندی کی وجہ سے بڑھتی جارہی ہے۔نوجوان نسل اپنے آپ کو ۳۵رسالہ ولی عہد سے ذہنی اور فکری طور پر قریب پاتی ہے، خاص طور پر ایک ایسے ملک میں جہاں ہمیشہ سے ستر اور اسی سال کی عمر کے لوگ ہی بادشاہ اور ولی عہد رہے ہوں۔سعودی سلطنت میں طاقت اور حکومت کے تمام ذرائع محمد بن سلمان کے اختیار میں ہیں اور انھوں نے ملک کی مسلح افواج، وزارتِ داخلہ اور نیشنل گارڈ کو براہ راست اپنے تابع کرلیا ہے ،انتہائی چالاکی سے انھوں نے اپنے راستے کی تمام رکاوٹوں کو صاف کر دیا ہے، جن میں سابق وزیرِ داخلہ اور سابق ولی عہد پرنس محمد بن نائف بھی شامل ہیں، جنھیں امریکہ مستقبل میں سعودی عرب کے حکمران کے طور پر دیکھنا چاہتا تھا، محمد بن سلمان نے ۲۰۱۷ء میں بڑی مہارت سے ان کو ولی عہد اور وزارتِ داخلہ سے ہٹا دیا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں جب بھی سعودی عرب کے معاملات میں امریکہ کے اثر انداز ہونے کی بات آئی ہے تو نتائج امریکہ کی مرضی کے عین مطابق نہیں نکل پائے ہیں۔۲۰۰۵ء میں امریکہ کی اس وقت کی وزیر خارجہ کونڈ ولیزا رائس نے شخصی حکومت اور بادشاہتوں کی مذمت کرتے ہوئے سعودی عرب پر زور دیا تھا کہ وہ جمہوریت کا نظام اپنائے اور ملک میں انتخابات کروائے، اس کے جواب میں سعودی حکمراں خاندان نے محدود پیمانے پر بلدیات کی سطح کے انتخابات کروائے تھے، ان مقامی سطح کے انتخابات کے نتائج میں مغرب مخالف اور مذہبی خیالات رکھنے والے امیدواروں نے واضح کامیابی حاصل کی تھی، ان انتخابات کے بعد سعودی عرب کے حکمران خاندان کا امریکہ کو یہی پیغام تھا کہ آپ اپنی خواہشات کے بارے میں احتیاط سے کام لیں۔(**فرینک گارڈنر**)

اخبار جہاں

سید محمد عادل فریدی

مشرقی شام پرامریکہ کے فضائی حملہ میں ۱۷رک افراد ہلاک

مشرقی شام میں امریکہ کے ایک فضائی حملہ میں ۱۷رلوگوں کی موت ہوگئی ہے۔ ایران کے ٹیلی ویژن اینڈ ریڈیو براڈ کاسٹر آئی آر آئی بی نے جمعہ کوایک رپورٹ میں یہ اطلاع دی، محکمہ دفاع نے جمعرات کی دیررات کہا کہ امریکہ نے ایران حمایت یافتہ لڑاکوں کے بنیادی ڈھانچہ کونشانہ بنایا تھا۔(یواین آئی)

مفرور نیرومودی کو ہندوستان کے حوالے کرنے کا حکم

برطانیہ کی ایک عدالت نے جمعرات کے روز پنجاب نیشنل بینک (پی این بی) گھپلے میں ملوث ملزم نیرومودی کو ہندوستان کے حوالے کرنے کا حکم دیا ہے، ان پر پی این بی کے ۲ارارب امریکی ڈالر کے گھپلہ کا الزام ہے۔ یہ گھپلہ فروری ۲۰۱۸ء میں سامنے آیا تھا اوراس کے بعد وہ برطانیہ فرار ہوگیا تھا، جہاں اس نے سیاسی پناہ کے حصول کے لئے عرضی دی تھی۔(یواین آئی)

بائیڈن نے ویزا پابندی سے متعلق ٹرمپ کے حکم کو منسوخ کردیا

امریکی صدر جو بائیڈن نے سابق صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے کورونا وائرس وبا کے دوران بعض ویزوں پر عائد پابندی کے حکم کو رد کردیا ہے۔ امریکی صدر کے دفتر سے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ فیصلہ امریکہ کے مفاد میں نہیں تھا، اس کے برعکس یہ امریکی عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا فیصلہ تھا،اس سے امریکی شہریوں اور جائز مقامی باشندوں کوان کے اہل خانہ سے ملنے میں دشواری ہورہی تھی، نیز امریکی کاروبار کو بھی نقصان پہنچ رہا تھا۔(یواین آئی)

ملیشیا میں میانمار کے ۱۲۰۰ رتارکین وطن کی ملک بدری پر روک

ملیشیا کی ایک عدالت نے میانمار کے ۱۲۰۰ رشہریوں کی جلاوطنی پر روک لگادی ہے، جن کو منگل کو میانمار واپس بھیجا جانا تھا۔ عدالت نے یہ مداخلت ایمنیسٹی انٹرنیشنل ملیشیا اور ایسائلم ایکسس ملیشیا کی طرف سے اے ایل ہائی کورٹ میں دائر مشترکہ درخواست کی سماعت کے بعد ایسا کیا۔ درخواست میں تارکین وطن کی جلاوطنی کے حکم نامے پر نظر ثانی کی عرضی دی گئی تھی۔(یواین آئی)

ہمارا سعودی عرب اورامریکی رہنماؤں سے رابطہ کا منصوبہ نہیں: روس

روس نے کہا ہے کہ فی الحال صدر ولادیمیر پوتن کا سعودی عرب اور امریکہ کے رہنماؤں سے رابطے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ روسی صدارتی ترجمان دمتری پیسکوف نے کہا کہ گذشتہ ایک ہفتہ سے سعودی عرب کے ولی عہد کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں ہوئی ہے اور مستقبل قریب میں بات چیت کا کوئی منصوبہ بھی نہیں ہے۔(یواین آئی)

میانمار میں فوج کی دھمکی کے باوجود لاکھوں لوگ سڑکوں پر

میانمار میں فوج کی جانب سے مظاہرین کو جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کی دھمکی کے باوجود لاکھوں افراد فوج کے اقتدار پر قبضے کے خلاف مظاہرہ کررہے ہیں، پیر کے روز لاکھوں افراد نے دارالحکومت نیپیدو کی سڑکوں پر احتجاج کیا، دارالحکومت نیپیدو میں پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے آبی توپوں کا استعمال کیا۔ خیال رہے کہ ملک میں تمام کاروبار بند ہیں اور سرکاری ملازمین بھی فوج کے اقتدار پر قبضے کے خلاف احتجاج میں شامل ہوچکے ہیں۔ مظاہرین نے جلد انتخابات کے وعدے کو مسترد کردیا ہے اور وہ جمہوری طور پر منتخب رہنما آنگ سان سوچی اور نیشنل لیگ فار ڈیموکریسی (این ایل ڈی) کے دیگر رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ کررہے ہیں۔(بی بی سی لندن)

فرانسیسی مصنف نے سنکیانگ سے متعلق میڈیا رپورٹوں کی تردید کی

معروف فرانسیسی مصنف میکسم ویواس نے حال ہی میں ''اویغور قومیت سے متعلق جعلی خبریں'' کے عنوان سے ایک نئی تحقیقی کتاب شائع کی ہے، اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نے سنکیانگ میں بہت سارے اویغور لوگوں کو دیکھا اور بہت سی مساجد بھی دیکھیں، میں نے اسکول میں ایک استاد کو چینی اور اویغور زبان کی تعلیم دیتے ہوئے دیکھا، میں نے باورچیوں کو حلال کھانا بناتے ہوئے دیکھا، یورپ میں اویغور مسلمانوں کی نسل کشی کی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں، لیکن جب آپ واقعی سنکیانگ آئیں گے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سنکیانگ میں قطعی طور پر ایسا نہیں ہوا تھا۔'' حال ہی میں عراقی کردستان کی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری کاوا محمود نے کہا تھا کہ مغربی میڈیا رپورٹس میں سنکیانگ کے بارے میں سنسنی خیز دعوے خالصتاً بدنیتی پرمبنی سیاسی تشہیر ہیں اور حقائق کے مکمل منافی ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

رابطہ اور واٹس آپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

بہار کے اردو صحافی ایک پلیٹ فارم پر

اردو صحافت کے ۲۰۰ رسال مکمل ہونے کے موقع پر اگلے سال سہ روزہ ''جشن اردو صحافت'' کے انعقاد کے لیے ''مجلس اردو صحافت'' کے نام سے ایک باضابطہ تنظیم کی تشکیل کردی گئی ہے، یہ فیصلہ بدھ کو ہفت روزہ نقیب کے مدیر اور کمیٹی کے صدر مفتی ثناالہدیٰ قاسمی کی صدارت میں تشکیل دی گئی کمیٹی کی میٹنگ میں کیا گیا، یہ میٹنگ گرانڈ اپارٹمنٹ بلاک-بی کے فلیٹ نمبر 262 میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ کے بعد کمیٹی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر ریحان غنی نے بتایا کہ جشن اردو صحافت کے انعقاد کی تیاریاں شروع کردی گئی ہیں اور پہلی مرتبہ بہار کے اردو صحافی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں جو اچھی علامت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے کئی ذیلی کمیٹیوں کی تشکیل پر غور کیا گیا اور مجلس اردو صحافت کا دستور العمل تیار کرنے کے لیے ایک دستور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا کنوینر انقلاب پٹنہ کے مقامی ایڈیٹر احمد جاوید کو منتخب کیا گیا، جبکہ ڈاکٹر انوار الہدیٰ اور اقبال صبا کو اس کا ممبر بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تقریبات پر ہونے والے اخراجات کے تعین کے لیے ایک بجٹ کمیٹی بنائی گئی، جس کے کنوینر ڈاکٹر اظہار احمد، سید مشتاق احمد اور پرویز انور بنائے گئے۔ رابطہ کمیٹی کا کنوینر نواب عتیق الزماں کو بنایا گیا۔ اس کے علاوہ سمینار سب کمیٹی، مجلّہ سب کمیٹی، تقریبات سب کمیٹی، نمائش سب کمیٹی، پبلسٹی سب کمیٹی اور ضرورت کے مطابق دوسری سب کمیٹیاں تشکیل دینے کا اختیار صدر اور جنرل سکریٹری کو دیا گیا۔ میٹنگ میں کمیٹی میں توسیع کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اس کے لئے کئی نام زیر غور آئے اور یہ بات اتفاق رائے سے طے کی گئی کہ جن صحافیوں کو کمیٹی میں شامل کیا جانا ہے، ان سے پہلے اجازت لے لی جائے، اس موقع پر اپنی صدارتی تقریر میں مفتی محمد ثناالہدیٰ قاسمی نے کہا کہ کسی بھی اجتماعی نظام میں سب کے اندر ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ ہونا چاہیے، اس کے بغیر اجتماعی نظام نہیں چل سکتا، مجلس اردو صحافت سے تعلق رکھنے والے تمام صحافیوں کو بھی اسی جذبے سے کام کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پروگرام کی کامیابی کا دارومدار اسی جذبے پر ہے، انہوں نے کہا کہ اجتماعی کام میں ہمارے مزاج کے خلاف بھی کچھ باتیں ہوسکتی ہیں جنہیں بڑے صبر وتحمل سے ہمیں سن کر اپنی رائے پیش کرنی چاہیے، کسی بھی کام کو آگے بڑھانے کے لیے تین باتیں اہم ہوتی ہیں۔ اطلاعات کی بروقت ترسیل، ایک دوسرے سے مضبوط رابطہ اور تعاون کا جذبہ۔ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بغیر کوئی بھی جشن یا پروگرام کامیاب نہیں ہوسکتا، مشن کی کامیابی کے لیے ایک جسم کی طرح کام کرنا چاہیے۔ میٹنگ میں ڈاکٹر اظہار احمد، سید مشتاق احمد، ڈاکٹر مسعود الرحمن، محمد اقبال صبا، محمد جاوید، احمد رضا ہاشمی، سید جاوید حسن، ضیا الحسن، نواب عتیق الزماں، محمد پرویز انور، ڈاکٹر انوار الہدیٰ، عتیق الرحمن شعبان، شیث احمد، محمد عارف انصاری، محمد مشتاق احمد خاں نے بھی شرکت کی اور اپنے مشورے دیئے، میٹنگ کا اختتام صدر کی دعا پر ہوا۔

یکم مارچ سے کھل جائیں گے بہار کے پرائمری اسکول

ریاست میں کورونا وائرس کے اثر کو کم ہوتا دیکھ کر بہار حکومت نے یکم مارچ سے پہلی کلاس سے پانچویں کلاس تک کے اسکولوں کو کھولنے کا حکم دے دیا ہے، حکومت نے اس شرط کے ساتھ اسکول کھولنے کی اجازت دی ہے کہ کورونا گائیڈ لائنس کی مکمل پیروی کی جائے گی اور پچاس فیصد بچے ہی کلاس روم میں موجود رہیں گے۔ چیف سکریٹری دیپک کمار نے ہدایت دیتے ہوئے کہا ہے کہ ریاست کے تمام اسکولوں میں کورونا وائرس گائیڈ لائنس کی پیروی کرتے ہوئے پچاس فیصد بچوں کی موجودگی کلاس میں لازمی ہوگی جبکہ سو فیصد اساتذہ کا اسکول آنا لازمی ہوگا، تمام اسکولوں کی مکمل صفائی کے بعد ہی کلاس کے شروع کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، کلاس میں سوشل ڈسٹینسنگ کے ساتھ سبھی بچوں کے لئے 6-6 فٹ کی دوری پر بیٹھنا لازمی ہوگا۔ سبھی بچوں کو اسکول کی طرف سے دو عدد ماسک فراہم کیے جائیں گے، یہ حکم تمام نجی اور سرکاری اسکولوں کے لئے نافذ ہے۔ خیال رہے کہ ریاست میں سب سے پہلے نویں جماعت سے بارہویں جماعت تک کی کلاسیں ۴رجنوری سے پھر چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت کی کلاسیں ۸رفروری سے کھول دی گئی تھیں۔ اب یکم مارچ سے پہلی جماعت سے پانچویں جماعت کی کلاسوں کو کھولنے کی بھی اجازت دے دی گئی ہے۔(نیوز-۱۸)

سی ٹیٹ ۲۰۲۱ء کے نتائج جاری

۳۱رجنوری کو منعقد ہوئی مرکزی اساتذہ اہلیتی امتحان ۲۰۲۱ء (CTET-2021) کے نتائج جاری کردیے گئے ہیں، جو امیدوار امتحان میں شامل ہوئے تھے، وہ آفیشل ویب سائٹ ctet.nic.in پر جاکر اپنا ریزلٹ چیک کرسکتے ہیں۔ خیال رہے کہ اس بار 4,14,798 امیدواروں نے پیپر فرسٹ میں امتحان پاس کیا ہے، 2,39,501 امیدواروں نے پیپر سیکنڈ میں کامیابی حاصل کی ہے۔ 16,11,423 امیدواروں نے پیپر فرسٹ کے امتحان میں اور 14,47,551 امیدواروں نے پیپر سیکنڈ کے امتحان میں شرکت کی تھی۔ واضح ہو کہ سی ٹیٹ کے امتحان سی بی ایس ای کے ذریعہ منعقد کیے جاتے ہیں اور اس میں پاس ہونے والے امیدوار پہلے درجے سے آٹھویں درجہ تک کے طلبہ کو پڑھانے کے اہل قرار دیے جاتے ہیں۔(این ڈی ٹی وی نیوز بیورو)

بنگال، کیرالا، آسام، تمل ناڈو اور پڈوچیری میں اسمبلی الیکشن کی تاریخ طے

الیکشن کمیشن آف انڈیا کی جانب سے جمعہ کو پانچ ریاستوں میں اسمبلی الیکشن کی تاریخ کا اعلان کردیا گیا ہے، آسام میں تین مرحلے میں ووٹ ڈالے جائیں گے، پہلے مرحلے میں ۲۷رمارچ کو دوسرے میں یکم اپریل کو جبکہ تیسرے مرحلے میں ۶راپریل کو ووٹ ڈالے جائیں گے، کیرالا، تمل ناڈو اور پڈوچیری میں ایک مرحلہ میں ۶راپریل کو ووٹ ڈالے جائیں گے۔ جبکہ مغربی بنگال میں ۸رمرحلوں میں ۲۷رمارچ، یکم اپریل، ۶راپریل، ۱۰راپریل، ۱۷راپریل، ۲۲راپریل، ۲۶راپریل اور ۲۹راپریل کو ووٹ ڈالے جائیں گے، پانچوں ریاستوں کے نتائج کا اعلان ۲رمئی کو کیا جائے گا۔(ایجنسی)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسلم پرسنل لابورڈ نے شریعہ اویرنیس ویب سیریزشروع کرنے اور قانونی دستاویزی مجلہ نکالنے کا کیافیصلہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس ۲۱رفروری ۲۰۲۱ءکو صبح دس بجے سے منعقد ہوا، اجلاس کی صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب نے فرمائی۔اجلاس کا آغاز مولانا فضل الرحیم مجددی صاحب سکریٹری بورڈ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔اجلاس میں ملک بھر کے پینتالیس ارکان و مدعوین کرام نے شرکت کی، بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے اجلاس کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور زیر بحث ایجنڈوں کے مطابق ارکان سے رائے اور مشورے دینے کی گذارش کی، جنرل سکریٹری بورڈ نے اس موقع پر ممتاز ملی شخصیات کی رحلت پر تجویز تعزیت پیش کی اور صدر محترم نے سبھوں کے لیے دعاء مغفرت فرمائی، بعدازاں سپریم کورٹ اور ملک کی مختلف عدالتوں میں دائر زیر سماعت مقدمات کی پیش رفت کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لیگل کمیٹی کے کنوینر سینئر ایڈووکیٹ جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب نے پیش کیں، انہوں نے بتایا کہ اس وقت بمبئی ہائی کورٹ میں دو مقدمات اور کلکتہ میں ایک مقدمہ زیر کارروائی ہے، سپریم کورٹ میں جو مقدمہ چل رہاہے، اس میں بھی بورڈ کی طرف سے پوری قوت کے ساتھ پیروی کی جارہی ہے۔عاملہ کی اس میٹنگ میں دارالقضاء کے رول اینڈ ریگولیشن کو آخری شکل دینے کے لیے علماء، قضاۃ اور وکلاء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو ایک ماہ کے اندر اپنی رپورٹ جنرل سکریٹری بورڈ کی خدمت میں پیش کرے گی۔یہ بات بھی آئی کہ وقف ایکٹ کو بورڈ نے بڑی محنت سے بنواکر منظور کرایا، اس میں وقف کی جائداد کو فروخت کرنے سے باز رہنے کے دفعات شامل کیے گئے ہیں، لیکن ان دفعات میں تبدیلی کی کوششیں کئی جہتوں سے ہورہی ہیں، جو اوقاف کے تحفظ کے سلسلہ میں خطرناک ہوسکتی ہیں، اس لیے طے کیا گیا کہ اوقاف کی اراضی کے تحفظ کے لیے ملک کی مختلف ریاستوں میں تحریک چلائی جائے۔اجلاس میں یہ بھی طے پایا کہ بورڈ کی جانب سے سینئر وکلاء اور جونیئر وکلاء کی ایک ٹیم کے ذریعہ شریعہ اویرنیس ویب سیریز شروع کی جائے، ڈاکٹر اسماء زہراء کو اس کا خاکہ بنانے کی ذمہ داری دی گئی ہے، اجلاس میں سینئر ایڈووکیٹ جناب یوسف حاتم مچھالا، جناب ظفریاب جیلانی اور ایم آر شمشاد صاحب نے بھی اس تجویز کی تائید کی اور اس سلسلہ میں وقت دینے کا بھی وعدہ کیا۔

عاملہ کے اس اجلاس میں ارکان نے بورڈ کی جانب سے ایک قانونی دستاویزی مجلّہ اردو اور انگریزی دو زبانوں میں شائع کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔اس سلسلہ میں جناب ایم آر شمشاد صاحب ایڈووکیٹ کو ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ اس مجلّہ کے تعلق سے نقشہ کار تیار کرکے جنرل سکریٹری بورڈ کی خدمت میں پیش کریں۔اجلاس میں بورڈ کے ویب سائٹ کو اپ ٹو ڈیٹ کرنے اور اس کو زیادہ سے زیادہ قابل استفادہ اور مواد سے پُر بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

مسلم پرسنل لابورڈ کی افادیت کو بڑھانے اور اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جوڑنے کے لیے مختلف سماجی پہلوؤں پر اعداد وشمار جمع کرنے کی تجویز بھی منظور ہوئی، اس سلسلہ میں یک سالہ پروجیکٹ تیار کرنے کی سفارش کو بھی قبول کیا گیا ہے۔اور ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور غیر سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ بھی ڈاٹا حاصل کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔اس کے علاوہ بھی کئی اہم ملی مسائل، اور مسلم پرسنل لا سے متعلق ضروی ایجنڈوں پر گفتگو ہوئی اور قابل عمل تجاویز اور سفارشات منظور ہوئیں۔اس اجلاس میں صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری کے علاوہ حضرت مولانا فخر الدین اشرف کچھوچھہ شریف نائب صدر بورڈ، مولانا جلال الدین عمری نائب صدر بورڈ، جناب کاکا سعید احمد عمری نائب صدر بورڈ، جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب خازن بورڈ، جناب مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری بورڈ، جناب ظفریاب جیلانی ایڈووکیٹ سکریٹری بورڈ، مولانا فضل الرحیم مجددی سکریٹری بورڈ، جناب جسٹس سید محمد شاہ قادری، حضرت مولانا سید ارشد مدنی، مولانا عتیق احمد بستوی، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، جناب کمال فاروقی صاحب، جناب مولانا ڈاکٹر یاسین علی عثمانی، جناب نصرت علی، جناب سید سعادت حسینی، مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، ایم آر شمشاد صاحب، مولانا عبداللہ مغیثی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جناب یوسف حاتم مچھالا، مولانا سید اطہر علی، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا عبد العلیم قاسمی، مولانا محمد ابوطالب رحمانی، جناب قاسم رسول الیاس، مولانا خالد رشید فرنگی محلی، جناب ڈاکٹر ظہیر قاضی، جناب وارث حسین، مولانا عبدالشکور قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر سعود عالم قاسمی، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا محمود دریابادی، جناب محمد طاہر حکیم ایڈووکیٹ، محترمہ ڈاکٹر اسماء زہرا، محترمہ مونسہ بشریٰ عابدی، محترمہ ممدوحہ ماجد، جناب محمد فہد رحمانی، جناب انجینئر فیاض عالم، مولانا رضوان احمد ندوی، جناب ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی، مولانا محمد عادل فریدی، جناب حافظ احتشام عالم رحمانی وغیرہ نے شرکت کی اور قیمتی رائیں دیں، آخر میں یہ اجلاس صدر بورڈ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

جناب امیر الدین صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ جے نگر بلاک کا نتقال

جناب امیر الدین صاحب یونین ٹولہ جے نگر گذشتہ ۱۹رفروری ۲۰۲۱ءکو وفات پاگئے، ان کی عمر ۶۵رسال کے قریب تھی، ان کی تدفین ۲۰رفروری کو مقامی قبرستان میں عمل میں آئی، مرحوم تنظیم امارت شرعیہ جے نگر بلاک کے صدر، مدرسہ اصلاح المسلمین جے نگر کے سکریٹری اور اپنے علاقے کے ایک نہایت ہی فعال اور متحرک انسان تھے، ان کی وفات پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب ودیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے، قائم مقام ناظم صاحب نے موصوف کی وفات کو ایک بڑا سماجی خسارہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ مرحوم دینی، ملی اور سماجی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے، جب سے تنظیم امارت شرعیہ جے نگر بلاک کے صدر منتخب ہوئے اس وقت سے اب تک اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں سرگرم رول نبھایا، حالیہ دنوں میں بیماری کے باوجود پورے جے نگر بلاک کے تنظیمی کام کو مکمل کرایا، اللہ نے انہیں ہر مسلک اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں بھی بڑی مقبولیت عطا کی تھی، انہوں نے امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے مختلف مسالک کے لوگوں کو تنظیم امارت سے جوڑا اور ایک کلمہ کی بنیاد پر اجتماعی نظام کو مضبوط بنانے کے لئے ہمہ وقت اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے تھے، ان کی وفات سے امارت شرعیہ یقیناً ایک مخلص اور بڑے ہمدرد سے محروم ہوگئی، مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کا اہتمام کیا گیا، قائم مقام ناظم صاحب نے قارئین نقیب سے بھی مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی گذارش کی ہے۔

دارالعلوم امور پورنیہ اور دلکولہ اتر دیناجپور میں نئے دارالقضاء کا افتتاح

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی طرف سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف مرکزی مقامات پر متعدد ذیلی دارالقضاء قائم ہیں جہاں مسلمانوں کے عائلی ومعاشرتی مسائل کا شرعی حل نکالا جاتا ہے، اسی دینی تقاضے کے پیش نظر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی ہدایت ومشورہ سے ۵رمارچ ۲۰۲۱ءکو دارالعلوم امور متصل ہلاپور چوک پورنیہ اور ۶رمارچ کو جامعہ فیض العلوم دلکولہ اتر دیناج پور مغربی بنگال میں دارالقضاء کا افتتاح ہونے جارہاہے، اس کے افتتاح کے موقع پر ایک عظیم الشان اجلاس عام بھی منعقد ہوگا، جس کی صدارت امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب فرمائیں گے، اس اجلاس میں مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت مادھوپارہ پورنیہ، مولانا محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت کشن گنج، مولانا سرور عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت بارا عیدگاہ اور مولانا عبدالباسط صاحب قاضی شریعت اتر دیناج پور کا خصوصی خطاب ہوگا۔امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے علاقہ کے مسلمانوں سے ان دونوں اجلاس میں شرکت کرنے اور علماء کرام کے خطاب سے استفادہ کرنے کی مخلصانہ اپیل کی ہے۔

۱۰رتا۱۶رمارچ ۲۰۲۱ء ضلع بیگوسرائے میں وفد امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر دعوتی وفد جناب مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ کی قیادت میں ۱۰رتا۱۶رمارچ ۲۰۲۱ء ضلع بیگوسرائے کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، جناب مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی صاحب استاد حدیث دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، مولانا عبدالعظیم حیدری صاحب قاضی شریعت بیگوسرائے، مولانا مفتی محمد خالد حسین نیموی صاحب صدر جمعیۃ علماء بیگوسرائے، مولانا صابر نظامی صاحب جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء بیگوسرائے، مولانا مفتی عین الحق امینی صاحب مہتمم معہد عائشہ صدیقہ خاتوپور بیگوسرائے، جناب قاری عیسیٰ مظاہری صاحب مہتمم مدرسہ حسینیہ چلمل، جناب ماسٹر محمد انوار رحمانی صاحب رکن شوریٰ امارت شرعیہ، مولانا جرجیس اکرم صاحب معاون قاضی شریعت دارالقضاء بیگوسرائے، مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ، مولانا اسعد اللہ نیموی صاحب مبلغ امارت شرعیہ شامل رہیں گے، اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

پروگرام کا اجمالی خاکہ

نمبر شمار	تاریخ	دن	پروگرام دن	پروگرام بعد نماز ظہر	پروگرام بعد نماز مغرب
۱	۱۰رمارچ ۲۰۲۱ء	بدھ		نیا پچھّم محلّہ۔بعد نماز ظہر	جامع مسجد تریا
۲	۱۱رمارچ ۲۰۲۱ء	جمعرات	جامع مسجد سانکھ۔ ۸ربجے تا ۱۰ربجے	جامع مسجد پرنا۔۱۱ربجے دن تا ظہر اجھور۔بعد نماز عصر	بندوار
۳	۱۲رمارچ ۲۰۲۱ء	جمعہ	مشرقی ومغربی میاں چک کے مساجد میں علماء کرام کا خطاب	کچہری مسجد، جامع مسجد سرائے اولاؤ مسجد، مدینہ مسجد میں علماء کرام کا خطاب	جامع مسجد پوکھر
۴	۱۳رمارچ ۲۰۲۱ء	سنیچر	جامع مسجد کملا۔ ۹ربجے تا ۱۲ربجے دن	مہدہ شاہ پور۔بعد نماز ظہر	مظفرہ
۵	۱۴رمارچ ۲۰۲۱ء	اتوار	ناگدہ۔۹ربجے تا ۱۲ربجے دن	ہردیا۔بعد نماز ظہر	چلمل
۶	۱۵رمارچ ۲۰۲۱ء	سوموار	رمضان پور۔۸ربجے تا۱۱ربجے دن	فتح پور۔بعد نماز ظہر کاری چک۔بعد عصر	مدرسہ دارالعلوم سجاد نگر لڑوارہ
۷	۱۶رمارچ ۲۰۲۱ء	منگل	پھلکاری۔۸ربجے تا ۱۱ربجے دن	حسن پور۔بعد نماز ظہر	ڈمری

طب وسائنس

شوگر اور آنکھوں کے مسائل

ڈاکٹر ایم زکریا خان

آنکھ کے امراض کا سبب متعدد قسم کی جسمانی کمزوریاں اور وہ کمی ہو سکتی ہیں جس سے آنکھوں کی طاقت اور بینائی متاثر ہوتی ہے جس میں ناقص غذا اور جسم کا ضروری غذائی اجزا سے محروم ہونا شامل ہے۔اس کے علاوہ حادثات کی وجہ سے نقصان جیسے سر یا آنکھ پر ضرب یا شدید چوٹ لگنے سے بھی بالواسطہ یا براہِ راست اس عضو کو نقصان پہنچے اور یہ بینائی کو متاثر کرے۔ ہماری کھوپڑی یا سَر کی پشت اور دماغ پر ضرب بھی آنکھوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ فضائی آلودگی سے بھی آنکھیں متاثر ہوتی ہیں۔

آنکھوں کے مختلف مسائل کی ایک دوسری وجہ عمر کا بڑھنا ہے جس کے سبب پیدا ہونے والی شکایات سے مکمل طور پر نجات حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ان میں بہت زیادہ روشنی اور آنکھوں کے آگے اکثر کالے دھبے اُبھر آنے کی شکایت عام ہے۔ یہ مسئلہ عموماً پچاس سال کی عمر کے افراد کو لاحق ہوتا ہے۔تاہم ایسے دس میں سے نو افراد مزید کسی پیچیدگی کا شکار نہیں ہوتے۔اس کے باوجود کئی ایسے امراض اور پیچیدگیاں بھی ہیں جو امراضِ چشم میں اضافے کا سبب ہیں۔

ان میں آلودگی کی وجہ سے آنکھ کی سوزش اور اس پر توجہ نہ دینے کی صورت میں رفتہ رفتہ بینائی سے محرومی، آنکھوں میں درد رہنا، مسلسل خارش، ذیابیطس کی وجہ سے آنکھ کے پردے کو ہونے والا نقصان اور بینائی کا متاثر ہونا، سفید اور کالا موتیا جیسے امراض جو اندھے پن کی بڑی وجہ ہیں۔

ماہرینِ امراضِ چشم کے مطابق روزانہ آنکھوں کو صاف پانی سے دھونا چاہیے۔ موجودہ دور میں جہاں برقی آلات اور اسکرینوں کا استعمال بڑھ گیا ہے، وہیں بعض لوگوں کا تیز روشنی، شعلوں یا ایسے گرد و غبار میں خاصا وقت گزرتا ہے جس میں دھاتی اور ریتیلے ذرات شامل ہوں۔ایسے افراد آنکھوں کے مختلف مسائل، طبی پیچیدگیوں اور امراض کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔

ویلڈر، مختلف بھٹیوں پر کام کرنے والے، دھاتی صنعت سے وابستہ افراد یا کھلے میدانوں میں دھوپ اور گرد و غبار میں رہنے والے جن کی آنکھیں عام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔انھیں باقاعدگی سے اپنی آنکھوں کا معائنہ کروانا چاہیے، جب کہ کسی بھی قسم کی چبھن، جلن، آنکھوں سے پانی بہنے کی شکایت اور کم نظر آنے، دھندلا دکھائی دینے یا بصارت کے عمل کے دوران اردگرد مختلف دھبے یا دائرے نظر آنے پر طبی معائنہ کروانا چاہیے۔

اسی طرح اپنی غذا اور خوراک میں توازن پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو آنکھ کے خلیات کو تقویت اور اس کی ضرورت کے مطابق طاقت بخشتا ہے۔ ہومیو پیتھک جانچ اور تجربات کے مطابق اسکرین، کتاب سے مخصوص فاصلہ رکھنا، مناسب وضروری روشنی میں لکھنا، پڑھنا اور آنکھوں کی صفائی کے ساتھ ان کو آرام دینے سے عام شکایات سے بچا جا سکتا ہے۔

نظر کی کمزوری عام سی بات ہوگئی ہے اسی وجہ سے اب لوگ اسکی وجوہات پر خصوصی توجہ نہیں دیتے۔لیکن یہ بات حقیقت ہے کہ اسکی ایک وجہ شوگر کی زیادتی یعنی ذیابیطس کا مرض بھی ہو سکتا ہے۔نظر کا دھندلا جانا خون میں زیادہ بڑھی ہوئی شکر کی عام علامت ہے۔ دھندلائی ہوئی نظر ذیابیطس کی وجہ سے ہونے والی آنکھ کی بیماری کی ایک وجہ بھی ہے۔خون میں بہت زیادہ بڑھی ہوئی شکر آنکھوں کے پیچھے موجود خون کی چھوٹی چھوٹی نالیوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ ذیابیطس آپ کو دیگر بیماریوں کے ساتھ ساتھ آنکھوں کی بیماری کے ایک بڑے خطرے سے دوچار کر سکتی ہے۔اور اسکے سبب بینائی ختم ہو سکتی ہے۔آنکھ کی بیماریوں میں سے عام طور پر لاحق ہونے والی بیماریاں گلوکوما، آنکھ میں مائع کا دباؤ بصری عصب (آپٹک نرو) کو نقصان پہنچا کر بصارت ضائع ہونے کا سبب بن جاتا ہے، موتیا، ذیابیطس کی وجہ سے پردہ بصارت کی بیماری، خون کی نالیوں کا نقصان جو پردہ بصارت کو آکسیجن مہیا کرتی ہیں۔

گلوکوما ایک ایسی حالت ہے جو آنکھوں کو پہنچنے والی کم آکسیجن کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔جسکے باعث آنکھ کو خون کی نئی نالیاں پیدا کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔خون کی یہ نئی نالیاں نکاسی کے عمومی راستے کو بند کر سکتی ہیں۔جسکے باعث آنکھ پر دباؤ پیدا ہو سکتا ہے۔

گلوکوما، ذیابیطس کی قسم اول اور دوئم دونوں کے مریضوں کو متاثر کر سکتا ہے۔شوگر جتنی زیادہ ہوتی ہے خطرہ بھی اتنا ہی بڑھ جاتا ہے۔شروع شروع میں گلوکوما کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی؛ لہٰذا ذیابیطس کے مریضوں کو ہر سال اپنی آنکھوں کا چیک اپ ضرور کروانا چاہئے۔ ہومیو پیتھی میں گلوکوما کا علاج اسکی قسم دیکھ کر کیا جاتا ہے۔درجے کے مطابق آنکھوں کے قطرے تجویز کئے جاتے ہیں ہے۔ ایلوپیتھی یا انگریزی معالجین سرجری تجویز کرتے ہیں جو کہ ایک خطرناک اور تکلیف دہ عمل ہے۔ ہومیو پیتھی اپنے تیر بہدف اور تیز تر تاثیر سے بہت کم وقت میں آنکھ پر دباؤ کم کر کے عصب بصری کو مزید نقصان سے بچا سکتا ہے۔آنکھ کی جانی پہچانی بیماری موتیا میں درد نہیں ہوتا، اس میں پردہ بصارت دھندلا جاتا ہے۔ جسکے سبب بصارت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔جن لوگوں کو شوگر نہیں ہوتی یہ بیماری ان میں بھی پائی جاتی ہے۔ دراصل یہ بڑھتی ہوئی عمر کے دباؤ کا نتیجہ ہے؛ لیکن اگر کسی کو شوگر ہو تو خون میں شکر کی بڑھی ہوئی مقدار موتیا بننے کی رفتار کو تیز کرتی ہے۔اسی سبب اکثر شوگر کے مریض اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔شوگر کا مرض موتیا ہونے کا خطرہ چالیس فیصد بڑھا دیتا ہے۔آنکھ کا سالانہ معائنہ موتیے کی ابتدا کو جانچنے کا بہترین طریقہ ہے۔اسکے ساتھ ساتھ بلڈ شوگر کو نارمل شوگر کے برابر رکھنا ایک بہترین احتیاطی تدبیر ہو سکتی ہے۔

شوگر میں پردہ بصارت کی بیماری سب سے خطرناک اور سب سے عام ہے۔ یہ بیماری بھی اول اور دوئم دونوں قسم کی شوگر میں پائی جاتی ہے۔شوگر کی وجہ سے پردہ بصارت کی بیماری کی دو اقسام ہیں۔اس بیماری کے سبب خون کی نالیاں کمزور یا سوج جاتی ہیں۔جسکے باعث پردہ بصارت کو خون فراہم کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ایک تجزیے کے مطابق شوگر میں مبتلا اکثر لوگ جو اپنے خون میں موجود شکر پر قابو نہ پائیں تو شوگر کی تشخیص کے پانچ سالوں کے اندر پردہ بصارت کی بیماری میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ

عدالتی بحث وفیصلے بھی مادری زبان میں شائع کئے جائیں: وینکیا نائیڈو

نائب صدر جمہوریہ ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ تمام ریاستوں میں نظم ونسق اور ابتدائی تعلیم مادری زبان میں ہونی چاہیے، ساتھ ہی عدالتوں میں ہونے والی بحث وفیصلے کی اشاعت بھی مادری زبان میں ہونی چاہئے، اس سے عوام کو فائدہ ہوگا۔ یوم مادری زبان کے موقع پر انہوں نے کہا کہ ہر کسی کو اپنی مادری زبان کے تحفظ کے لئے ذمہ داری ادا کرنی ہوگی۔ زبان صرف اظہار خیال کا ذریعہ نہیں ہے۔اس کے ذریعہ ماضی اور ثقافت کے بارے میں سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ بیرونی ممالک کے افراد اپنی مادری زبان میں اظہار خیال کو فخر کی علامت سمجھتے ہیں۔

پٹنہ جنکشن پر ملک کا سب سے بڑا ویٹنگ روم بن کر تیار

ایسٹ سنٹرل ریل داناپور ڈویزن کے پٹنہ جنکشن پر ملک کا سب سے بڑا مسافر ویٹنگ روم بنایا گیا ہے۔ ریلوے ریزرویشن کاؤنٹر کے نیچے دس ہزار مربع فٹ میں بنے اس مسافر ویٹنگ روم کے ایک حصے میں نہایت جدید کیفے ٹیریا بھی بن کر تیار ہے۔ ۲۵۰۰ مربع فٹ میں کیفے ٹیریا کی تعمیر کی گئی ہے۔ وی آئی پی مسافروں کے بیٹھنے کے لیے خاص طور سے لاؤنج کی تعمیر کی جارہی ہے۔اس لاؤنج میں ایک ساتھ سو سے زیادہ مسافر بیٹھ سکتے ہیں۔ مکمل ایئر کنڈیشن اس ویٹنگ روم میں ایک ساتھ آٹھ سو سے زیادہ مسافر بیٹھ سکیں گے۔

آدیواسی کبھی ہندو نہیں تھے اور نہ کبھی ہوں گے: ہیمنت سورین

جھارکھنڈ کے وزیر اعلیٰ ہیمنت سورین نے اتوار کے روز کہا کہ ''آدیواسی کبھی ہندو نہیں تھے اور کبھی نہیں ہوں گے'' اور اس بارے میں کوئی الجھن نہیں ہونی چاہیے۔ انھوں نے مزید کہا کہ یہ برادری ہمیشہ سے ہی فطرت کے پرستاروں کی رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انھیں ''دیسی افراد'' میں شمار کیا جاتا ہے۔ سورین ہارورڈ یونیورسٹی میں 18 ویں سالانہ ہندوستانی کانفرنس میں ورچوئل لیکچر کے دوران اس کا جواب دے رہے تھے کہ کیا قبائلی ہندو ہیں۔ اس سیشن کا انعقاد ہارورڈ کینیڈی اسکول کے سورج ییںگڈے نے کیا۔ انھوں نے کہا ''ہماری ریاست میں 32 قبائلی برادری ہیں، لیکن جھارکھنڈ میں ہم اپنی زبان اور ثقافت کو فروغ نہیں دے سکے ہیں۔'' انھوں نے کہا کہ ان کی حکومت نے مرکزی حکومت سے اگلی مردم شماری میں آدیواسیوں کے لیے ایک الگ کالم کا مطالبہ کیا ہے، تاکہ وہ حفاظت کے ساتھ اپنی روایت اور ثقافت کو جاری رکھ سکیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا ''آدیواسی کبھی ہندو نہیں تھے اور نہ کبھی ہندو ہوں گے، انہوں نے کہا کہ آخر آدیواسی کہاں جائیں کیا وہ اپنے کو ہندو، سکھ، جین، مسلمان، عیسائی لکھیں؟ مجھے معلوم ہوا کہ مرکزی حکومت نے ''دیگر'' کا آپشن ہٹا دیا ہے۔

راشد العزیزی ندوی

بہار میں حساس مقامات پر محدود لاک ڈاؤن

بہار میں کووڈ ۱۹ کے انفکشن کے سلسلہ کو توڑنے کے لئے بہت زیادہ انفکشن والے علاقوں یا مائیکرو کنونمنٹ زون کو نشان زد کر کے محدود مدت کے لیے لاک ڈاؤن نافذ کرنے کی حکومت نے ہدایت دی ہے۔ محکمہ داخلہ حکومت بہار کے ایڈیشنل چیف سکریٹری عامر سبحانی اور ڈی جی پی سنجیو کمار سنگھل نے ایک مشترکہ حکم نامہ جاری کر کے ریاست کے سبھی ضلع مجسٹریٹ اور ایس پی و سینئر ایس پی کو ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں وزارت داخلہ حکومت ہند کے کووڈ ۱۹ کے انفکشن پر قابو پانے کے لیے جاری تازہ ہدایات اور صحت وخاندانی فلاح و بہبود وزارت حکومت ہند کے ذریعہ کام کے مقام، مذہبی مقامات، شاپنگ مال، ہوٹل اور ریستوران وغیرہ کے چلائے جانے کے سلسلے میں جاری تازہ ایس او پی کو مکمل طور پر سختی سے نفاذ کو یقینی بنائیں۔ بھیڑ بھاڑ والے مقامات، فوڈ کورٹ، ریستوراں، سبزی منڈی، بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن، ریوڑی وغیرہ پر لوگوں کے جمع ہونے پر قابو کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ پولیس دستہ کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے۔ ماسک اور سینیٹائزر کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا جائے۔ ایڈیشنل چیف سکریٹری عامر سبحانی اور ڈی جی پی سنجیو کمار سنگھل نے اپنے ہدایت نامہ میں کہا ہے کہ لاک ڈاؤن کی مدت کے دوران لازمی خدمات میں رعایت دی جاسکتی ہے۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کے نواسہ کا انتقال

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم، ہفت روزہ نقیب کے مدیر اور کالم نگار مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کے نواسہ ارقم ضیاء کا انتقال ۱۹/فروری ۲۰۲۱ء کو رات کے دس بجے ہوگیا اسکی عمر سات سال تھی اور وہ گزشتہ ایک سال سے مہلک مرض میں مبتلا تھا، ۲۰/فروری کو ارقم ضیاء کے آبائی وطن ناصر گنج نستہ (دربھنگہ) کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، جنازہ کی نماز مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے پڑھائی جس میں پٹنہ حاجی پور سیوان اور قرب وجوار کے مسلمانوں کے ساتھ خانوادہ ہدیٰ کے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی اس حادثے پر ملک کی نامور شخصیات نے مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی اور ارقم ضیاء کے والدین سے اظہار تعزیت کیا، جن حضرات نے فون کے ذریعے صبر اور تسلی کے کلمات کہے ان میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، مولانا احمد حسین قاسمی، ڈاکٹر مظاہر حسین یوکے، مولانا منور سورتی لندن، مولانا بدر الحسن قاسمی کویت، حافظ شہاب الدین ابوظہبی، سلمان صدیقی دبئی، مولانا اظہار الحق قاسمی بحرین، قاری احمد اللہ قطر، مفتی سہیل احمد قاسمی، ڈاکٹر عبدالودود قاسمی، مولانا منت اللہ حیدری، مولانا اسعد اللہ، تنظیم ائمہ مساجد کے ذمہ دار مولانا محمد عالم قاسمی، مولانا عبدالرحمٰن قادری، مولانا محمد انوار اللہ فلک، مولانا عبدالباسط ندوی، ڈاکٹر راحت حسین، ڈاکٹر کامران غنی صبا، محمد اسرار کولکاتا، ڈاکٹر امام اعظم، عطا عابدی، عین الحق امینی، مفتی ماہتاب، منصور قاسمی، عارف اقبال، عبدالرحیم دربھنگہ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا ہے جنھوں نے غم کے اس موقع سے صبر وثبات اور راضی برضا الٰہی رہنے کی تلقین کی اور حوصلہ دیا۔

Volume:61/71, Issue: 09 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

سوز دل سے گوشۂ تنہائی میں کیا فائدہ
اس طرح جلئے چراغ رہ گزر ہو جایئے
(صباؔ اکبرآبادی)

مشرق وسطیٰ میں امن وسلامتی کی نئی راہیں

ڈاکٹر محمد عبدالرشید جنید

مشرقِ وسطیٰ میں عرب حکمرانوں نے خطے میں امن وسلامتی کے لئے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین اور مصر کی جانب سے قطر کے ساتھ تمام سفارتی تعلقات بحال کر لئے گئے، قطر سے ان ممالک نے ۲۰۱۷ء میں تعلقات ختم کردیئے تھے۔ امیر قطر شیخ تمیم بن حمد آل ثانی شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی جانب سے جی سی سی کانفرنس میں شرکت کے لئے دی گئی دعوت کو قبول کرنے کے بعد جب جی سی سی سربراہ کانفرنس میں شرکت کے لئے العلا پہنچے تو سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے ان کا استقبال کیا۔ امیر قطر شیخ تمیم بن حمد آل ثانی کی سعودی عرب آمد کے بعد مشرقِ وسطی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ العلا قدیم مملکتوں کا سابق تجارتی دارالحکومت رہا ہے۔ یہ حجاز کی پہاڑیوں کے سائے میں ہے، جو مغربی خطے کی لمبائی میں پھیلے ہوئے ہیں، بتایا جاتا ہے کہ العلا ایک دور میں مصروف ترین شہر تھا جس کے اثرات جزیرہ نمائے عرب اور اس سے بھی آگے تک پہنچے ہوئے تھے۔ وادی العلا میں المرایا کنسرٹ ہال میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی جسمیں مہمانوں کے لئے پانچ سو نشستوں کی گنجائش ہے۔ سعودی عرب نے قطر کے ساتھ واقع اپنی فضائی، برّی اور بحری سرحدیں دوبارہ کھول دی ہیں۔ کویت کے وزیر خارجہ احمد ناصر الصباح نے ٹیلی ویژن پر نشر کئے گئے ایک بیان میں یہ بات بتائی اور انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ قطر کا معاشی مقاطعہ ختم کرنے کیلئے امیر کویت شیخ نواف الاحمد الصباح کی پیش کردہ تجویز کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے العلا میں جی سی سی سربراہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قطر کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کے معاہدے میں خلیجی، عرب اور مسلم اقوام کی سلامتی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ خلیج تعاون کونسل کے ۴۱؍ ویں سربراہ اجلاس کی کامیابی پر شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود نے سعودی کابینہ کے آن لائن اجلاس کے موقع پر جی سی سی کے رکن ممالک کی قیادت، وفود کے سربراہان اور اجلاس میں شریک شخصیات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ سعودی کابینہ نے واضح کیا کہ سعودی عرب جی سی سی تعاون کونسل کی بقا اور سلامتی کے ساتھ خلیجی ممالک کے استحکام کیلئے کوشاں ہے۔ سعودی کابینہ نے العلا میں سربراہ اجلاس کی کامیابی اور خطے کے امن واستحکام اور عوام کی بہبود سے متعلق مشترکہ مفادات کو یقینی بنانے پر شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کو مبارکباد پیش کی۔ مشرقِ وسطی کے عرب حکمرانوں نے ۴۱؍ ویں خلیجی سربراہ اجلاس میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، اس موقع پر امیر کویت شیخ نواف الاحمد الجابر الصباح نے کہا کہ ’’العلا اعلامیہ خلیجی اور عرب اتحاد واتفاق کے استحکام کا باعث بنے گا، انہوں نے کہا کہ اعلامیہ تاریخی کامیابی اور پائیدار اتحاد و یکجہتی کے معاہدے پر مشتمل ہے۔ العلا اعلامیہ کو انہوں نے خلیجی اور عرب ملکوں کا کارنامہ قرار دیا اور کہا کہ سربراہ اجلاس کے تعمیری فیصلوں سے خلیجی تعاون کونسل کا کارواں مستحکم ہوگا، اجلاس کے فیصلوں سے خلیجی ممالک اور ان کے عوام کے اہداف اور آرزوئیں پوری ہونگی۔ متحدہ عرب امارات کے نائب صدر شیخ محمد بن راشد المکتوم نے العلا سربراہ اجلاس کے بارے میں کہا کہ اس سے خلیجی عوام کے مفاد کیلئے اخوت اور تعاون کا جذبہ گہرا ہوا ہے، انہوں نے اس کیلئے شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور شہزادہ محمد بن سلمان کو خراج تحسین پیش کیا۔ شیخ محمد بن راشد نے بانی امارات شیخ زاید کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے پہلے خلیجی سربراہ اجلاس کی ضیافت ۱۹۸۱ء میں ابوظہبی میں کی تھی، انہوں نے کہا کہ آج آپس میں بھائی چارگی کے رشتے مضبوط ہورہے ہیں اور ہمارے عوام کے مفاد کی خاطر تعاون کا جذبہ نئی شکل میں ابھر رہا ہے۔

بحرین کے فرمانروا شاہ حمد بن عیسی آل خلیفہ نے العلا سربراہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے پر سعودی عرب کو خراجِ تحسین پیش کیا، انہوں نے کہا کہ خلیجی جدوجہد کے کارواں کو نئی جہت دینے میں سعودی عرب کا کردار قائدانہ ہے، جسے وہ قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق مصری دفتر خارجہ کی جانب سے کہا گیا ہے کہ ’مصر نے العلا اعلامیہ پر اس جذبے سے دستخط کئے ہیں کہ مصر چار عرب ملکوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کا ہمیشہ خواہاں رہا ہے، مصر نے اتحادی خطے کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کیلئے مشترکہ عرب جدوجہد کے استحکام کیلئے کام کرتے رہنے کے اپنے عزم کا اظہار کیا۔

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے جی سی سی سربراہ اجلاس کے اختتام کے بعد اپنے مہمان امیر قطر شیخ تمیم بن حمد آل ثانی کو العلا کی سیر کرائی۔ اس موقع پر وہ انہیں مدائن صالح لے گئے جس کے شمال مشرق میں اسلب نامی پہاڑ واقع ہے، سیاح جبل اسلب پر چڑھ کر مدائن صالح کے دلکش منظر کا نظارہ کرتے ہیں اور کہا جاتا یہاں آنے والے خود کو پرسکون محسوس کرتے ہیں۔ ان تمام مقامات کی شہزادہ محمد بن سلمان نے امیر قطر کو سیر کرائی۔ سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان اور جی سی سی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر نائف الحجرو نے ۴۱؍ ویں خلیجی سربراہ اجلاس کے اختتام پر مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس موقع پر شہزادہ فیصل بن فرحان نے بتایا کہ ان تمام ممالک نے اپنے اختلافی مسائل کو حل کرنے کے بعد تعلقات بحال کر لئے ہیں، انہوں نے کہا کہ ’’نیک نیتی کا تقاضا ہے کہ ہم یقین کریں کہ معاہدہ تعلقات کے استحکام کے سلسلے میں سنگ میل ثابت ہوگا‘‘، شہزادہ فیصل بن فرحان نے کہا کہ العلا اعلامیہ نے خلیجی ممالک کے امن وامان کو خطرات پیدا کرنے والے فریقوں کی مزاحمت کا عزم ظاہر کیا ہے۔ متحدہ عرب امارات کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ انور قرقاش کے مطابق خلیج عرب کے ممالک قطر کے ساتھ تجارت اور سفری تعلقات ایک ہفتے کے اندر بحال کرلیں گے، اس دوران پروازوں، سمندری کارگو اور کاروبار سے متعلق اقدامات طے کئے جائیں گے۔ اب دیکھنا ہے کہ قطر پر عائد تمام پابندیوں کے خاتمہ کے بعد ایران، اور ترکی کے ساتھ قطر کے تعلقات کس طرح رہتے ہیں۔ کیوں کہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین، مصر کی جانب سے قطر کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کئے جانے کے بعد قطر کا ترکی اور ایران نے بھرپور ساتھ دیا تھا، مشرقِ وسطی میں امن وسلامتی اور اتحاد واتفاق کیلئے ان ممالک کا اتحاد دشمنانِ اسلام کیلئے مایوسی کا سبب ہوگا اور دیکھنا ہے کہ مستقبل میں دشمنانِ اسلام پھر کیا نئی بساط بچھاتے ہیں۔

عرب دنیا کے ساتھ ترکی کے تعلقات

جس طریقے سے سال کے پہلے ہفتے میں مختلف عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب اور قطر کے درمیان گزشتہ تین سالوں سے چلے آرہے تنازعہ کا خاتمہ ہوا ہے، اس سے یہی امید کی جاسکتی ہے کہ رواں سال کے دوران عرب دنیا کو باقی تنازعات اور مسائل سے بھی اسی طرح نجات حاصل ہوگی۔ علاقائی مبصرین کا ماننا ہے کہ علاقائی شراکت داری کے حصول کے لئے یہ بہترین قدم ہے جس کے ذریعے دیگر عرب ممالک کو مشرق وسطی میں استحکام لانے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جاسکتا ہے۔ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے جو کہ خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے انتہائی بااثر ارکان ہیں ۲۰۱۷ء میں قطر سے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ انہوں نے الزام عائد کیا تھا کہ دوحہ دہشت گردوں کی مدد کرتا ہے۔ ایران کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے اور ترکی کو اپنی سرزمین پر فوجی اڈہ قائم کرنے کی اجازت دینے کے علاوہ مصر اور خطہ کے دیگر علاقوں میں اخوان المسلمون کی تائید کرتا ہے۔

ترکی کے تعلقات عرب ممالک خاص طور سے سعودی عرب کے ساتھ ہمیشہ سخت رہے ہیں۔ دونوں ممالک مسلم دنیا کی قیادت کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ تاہم ترکی وہ پہلا مسلم ملک ہے جس نے ۴؍ جنوری کو سعودی عرب اور قطر کے درمیان مصالحت کا خیر مقدم کیا۔ ترکی کی وزارت خارجہ نے ایک تحریری بیان میں دونوں ممالک کے درمیان زمینی، فضائی اور سمندری راستوں کے دوبارہ بحال ہوجانے پر مسرت کا اظہار کیا اور ایک جامع اور دیرپا حل کی امید ظاہر کی اور کہا کہ جی سی سی کو قطری عوام کے خلاف جتنی جلد ممکن ہوسکے تمام پابندیاں ختم کردینی چاہئیں۔ بیان کے آخری جملے میں ترکی نے اس بات کی یقین دہائی کرائی کہ ’’خلیج تعاون کونسل کے ایک اہم شراکت دار کی حیثیت سے اور خلیج میں سلامتی اور استحکام کو اہمیت دیتے ہوئے ترکی اس سمت میں تمام کوششوں کی تائید جاری رکھے گا‘‘، یعنی کہ خطے میں عملاً ایک متحرک کردار ادا کرنے کیلیے ترکی زمین ہموار کررہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ قدم یواے ای اور سعودی عرب کے ساتھ تعلقات میں بہتری اور ترکی کے لئے علاقائی صورتحال میں تبدیلی لانے کیلیے بھی مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ ترکی مبصرین کا ماننا ہے کہ قطر اور جی سی سی کے درمیان مسائل کا حل ترکی کے یواے ای اور سعودی عرب کے ساتھ بات چیت پر مثبت اثرات مرتب کرے گا۔ تاہم ترکی دونوں ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لیے الگ الگ راستے اختیار کرسکتا ہے۔

ترکی اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات میں اس وقت زبردست تناؤ آگیا تھا، جب سعودی عرب کے صحافی جمال خشوگی کا ۲۰۱۸ء میں استنبول کے ریاض کے قونصل خانے میں سعودی ڈیتھ اسکواڈ کے ذریعہ بہیمانہ قتل کردیا گیا تھا۔ تاہم حالیہ مہینوں میں دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات بہتر کرنے کی سمت کئی کاوشیں کی ہیں۔ صدر طیب رجب اردگان نے شاہ سلمان سے جی۔۲۰؍ کانفرنس کے موقع پر گذشتہ نومبر میں فون پر بات چیت کی تھی۔ ساتھ ہی دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ نے بین الاقوامی کانفرنسوں کے موقع پر باہمی ملاقاتیں بھی کی تھیں۔

دوسری طرف ترکی اور یواے ای کے تعلقات زیادہ پیچیدہ ہیں۔ ترکی نے اس رویہ پر اپنی فکرمندی کا بھی اظہار کیا ہے۔ ایسا نہیں لگتا ہے کہ ترکی اور یواے ای کے تعلقات میں مستقبل قریب میں کوئی بہتری رونما ہوگی۔ گذشتہ دنوں ایک پریس کانفرنس کے دوران ترکی کے وزیر خارجہ میلوت چاوش اوگلو نے ترکی کے تئیں یواے ای کے رویہ کو غیر دوستانہ قرار دیا، انہوں نے کہا کہ وہ نہیں جانتے کہ کیوں وہ ترک مخالف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات میں اس وقت ایک بڑی دراڑ پڑگئی تھی جب مصر میں بغاوت رونما ہوئی تھی اور جس کے بعد عملی طور پر عرب بہار کا یہ دور یکسر ختم ہوگیا تھا۔ ابوظہبی انقرہ پر الزام عائد کرتا ہے کہ وہ اخوان المسلمین کی مدد کرتا ہے، ترکی کا کہنا ہے کہ وہ اخوان المسلمین اور دوسروں کی زیر قیادت حکومتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا۔ اس جھگڑے نے ترکی کے دیگر عرب ممالک جیسے کہ شام سے لیبیا تک اور یمن سے سوڈان اور صومالیہ تک کے ساتھ تعلقات میں کڑواہٹ پیدا کردی ہے۔ (**اسد مرزا**)

WEEK ENDING-01/03/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988